Postal Reg.No.GDP/001/2016-18

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 65

شمارہ 19

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

4 / شعبان 1437 ہجری قمری 12 / ہجرت 1395 ہجری شمسی 12 / مئی 2016ء

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔ حضور انور نے 6 مئی 2016 کو مسجد نصرت جہاں (ڈنمارک) میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

چراغ دین نے مرنے سے چند دن پہلے ایک مباہلہ کا کاغذ لکھا جس میں اپنا اور میرا نام ذکر کر کے خدا تعالیٰ سے دُعا کی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ ہلاک ہو خدا کی قدرت کہ وہ کاغذ ابھی کاتب کے ہاتھ میں ہی تھا اور وہ کاپی لکھ رہا تھا کہ چراغ دین مع اپنے دونوں بیٹوں کے اُسی دن ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گیا فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

پھر ایک اور خوشی کا موقعہ ہمارے مخالفوں کو پیش آیا کہ جب چراغ دین جموں والا جو میرا مرید تھا مرتد ہو گیا اور بعد ارتداد میں نے رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں اُسکی نسبت خدا تعالیٰ سے یہ الہام پا کر شائع کیا کہ وہ غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک کیا جائے گا تو بعض مولویوں نے محض میری ضد سے اُس کی رفاقت اختیار کی اور اُس نے ایک کتاب بنائی جس کا نام منارۃ المسیح رکھا اور اس میں مجھے دجال قرار دیا اور اپنا یہ الہام شائع کیا کہ میں رسول ہوں اور خدا کے مرسلوں میں سے ایک مرسل ہوں اور حضرت عیسیٰ نے مجھے ایک عصا دیا ہے کہ تا میں اس عصا سے اس دجال کو (یعنی مجھ کو) قتل کروں چنانچہ منارۃ المسیح میں قریب نصف کے یہی بیان ہے کہ یہ شخص دجال ہے اور میرے ہاتھ سے تباہ ہوگا۔ اور بیان کیا کہ یہی خبر مجھے خدا نے اور عیسیٰ نے بھی دی ہے مگر آخر کار جو ہوا لوگوں نے سنا ہوگا کہ یہ شخص ۴/اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے فوت ہو کر میری پیشگوئی کی تصدیق کر گیا اور بڑی نومیدی سے اُس نے جان دی اور مرنے سے چند دن پہلے ایک مباہلہ کا کاغذ اس نے لکھا جس میں اپنا اور میرا نام ذکر کر کے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ ہلاک ہو۔ خدا کی قدرت کہ وہ کاغذ ابھی کاتب کے ہاتھ میں ہی تھا اور وہ کاپی لکھ رہا تھا کہ چراغ دین مع اپنے دونوں بیٹوں کے اُسی دن ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گیا۔ فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ ۔ یہ ہیں میرے مخالف الہاموں کا دعویٰ کرنیوالے جو مجھے دجال ٹھہراتے ہیں۔ کوئی شخص اُن کے انجام پر غور نہیں کرتا۔ القصہ حضرات مولوی صاحبان، چراغدین مرتد کا ساتھ دیکر بھی اپنی مراد کو نہ پہنچ سکے۔

پھر بعد اسکے ایک اور چراغدین پیدا ہوا یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم خان۔ یہ شخص بھی مجھے دجال ٹھہراتا ہے اور پہلے چراغدین کی طرح اپنے تئیں مُرسلین میں سے شمار کرتا ہے مگر معلوم نہیں کہ پہلے چراغدین کی طرح میرے قتل کرنے کیلئے اِس کو بھی حضرت عیسیٰ نے عصا دیا ہے یا نہیں۔☆ تکبر اور غرور میں تو پہلے چراغ دین سے بھی بہت بڑھ کر ہے اور گالیاں دینے میں بھی اُس سے زیادہ مشق ہے اور افترا میں اُس سے بڑھ کر قدم ہے۔ اس مشتعل طبع مُشتِ خاک کی ارتداد سے بھی ہمارے مخالف مولویوں کو بہت خوشی ہوئی۔ گویا ایک خزانہ مل گیا۔ مگر اُن کو چاہئے کہ اتنا خوش نہ ہوں اور پہلے چراغ دین کو یاد کریں۔ وہ خدا جس نے ہمیشہ اُن کو ایسی خوشیوں سے نامُراد رکھا ہے وہی خدا اب بھی ہے اور اس کی پیشگوئی نے جیسا کہ پہلے چراغ دین کے انجام سے خبر دی تھی اسی طرح اُس علیم خبیر نے اس دوسرے چراغ دین یعنی عبدالحکیم کے انجام کی خبر دی ہے پھر خوشی کا کیا مقام ہے ذرا صبر کریں اور انجام دیکھیں۔ اور پھر تعجب کا مقام ہے کہ ایک نادان مرتد کے ارتداد سے اِس قدر کیوں خوشی کی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے کہ اگر ایک بدقسمتی سے مرتد ہوتا ہے تو اس کی جگہ ہزار آتا ہے۔

اور پھر ماسوا اِس کے کیا کسی مرتد کے ارتداد سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ سلسلہ جس میں سے یہ مرتد خارج ہوا حق نہیں ہے۔ کیا ہمارے مخالف علماء کو خبر نہیں کہ کئی بدبخت حضرت موسیٰ کے زمانہ میں اُن سے مرتد ہو گئے تھے۔ پھر کئی لوگ حضرت عیسیٰ سے مرتد ہوئے اور پھر کئی بدبخت اور بدقسمت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آپ سے مرتد ہو گئے چنانچہ مسیلمہ کذاب بھی مرتدین میں سے ایک تھا۔ پس عبدالحکیم مرتد کے ارتداد سے خوش ہونا اور اس کو سلسلہ حقّہ کے بطلان کی ایک دلیل قرار دینا ان لوگوں کا کام ہے جو محض نادان ہیں۔ ہاں یہ لوگ چندروز کے لئے ایک جھوٹی خوشی کا موجب ضرور ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ خوشی جلد زائل ہو جاتی ہے۔

یہ وہی عبدالحکیم خان ہے جس نے اپنی کتاب میں میرا نام لیکر یہ لکھا ہے کہ ایک شخص اُن کے دعویٰ مسیح موعود ہونے سے مُنکر تھا تب مجھ کو خواب میں دکھایا گیا کہ یہ منکر طاعون سے مر جائے گا۔ چنانچہ وہ طاعون سے مر گیا۔ مگر اب خود گُستاخی سے مرتد ہو کر گالیاں دیتا اور سخت بدزبانی کرتا اور جھوٹی تہمتیں لگاتا ہے کیا اب طاعون کا وقت جاتا رہا؟!

☆ حضرت عیسیٰ نے جو میرے قتل کرنے کیلئے چراغدین کو عصا دیا معلوم نہیں کہ یہ جوش اور غضب کیوں اُن کے دل میں بھڑکا۔ اگر اسلئے ناراض ہو گئے کہ میں نے اُن کا مرنا دُنیا میں شائع کیا ہے تو یہ اُنکی غلطی ہے یہ میں نے شائع نہیں کیا بلکہ اُس نے شائع کیا ہے جس کی مخلوق ہماری طرح حضرت عیسیٰ بھی ہیں اگر شک ہو تو یہ آیت دیکھیں مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ اور نیز یہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِیۡبَ عَلَیۡہِمۡ ۔ اور تعجب کہ جس کو وہ میرے ہلاک کرنے کیلئے عصا دیتے ہیں وہ آپ ہی ہلاک ہو جاتا ہے یہ خوب عصا ہے۔ سُنا ہے کہ دوسرے چراغدین یعنی عبدالحکیم خان نے بھی میری موت کے بارے میں کوئی پیشگوئی پہلے چراغ دین کی طرح کی ہے مگر معلوم نہیں کہ اُس میں کوئی عصا کا بھی ذکر ہے یا نہیں۔ منہ

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 126 تا 127)

122 واں جلسہ سالانہ قادیان (آغاز جلسہ پر 125 واں سال)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 122 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے 26، 27 اور 28 دسمبر 2016ء بروز پیر، منگل، بدھ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسے سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اِسلام کی طرح

عورتوں کے حقوق کی نگہداشت کسی نے نہیں کی!

گزشتہ شمارہ میں ہم نے جناب بلبیر پُنج (BALBIR PUNJ) صاحب کے اس اعتراض کا جواب دیا تھا کہ ایک مسلمان مرد یکدفعہ تین طلاق دے کر اپنی رفیقہ حیات کو ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے سے جدا کر دیتا ہے۔ ان کا اعتراض تھا کہ :

’’ایک جھٹکے میں تین طلاق بول کر نکاح توڑنے کی شریعت اجازت دیتی ہے۔اس لئے اس کے خلاف کسی طرح کی مداخلت مسلم سماج کو قبول نہیں ہے۔کیا اکیسویں صدی میں جب زندگی کے ہر شعبے میں مرد اور عورت کندھے سے کندھا ملا کر چل رہے ہیں تو سماج کے ایک حصے کو دَورِ وُسطیٰ کی قدروں سے چلنے کی چھوٹ ملنی چاہئے؟ کیوں مسلم عورتوں کو ان کے مردوں کے ماتحت اور غلامی کے جذبے سے رکھنے کی آزادی چاہئے؟‘‘

اس کے جواب میں ہم نے عرض کیا تھا کہ یکدفعہ ایک ہی نشست میں تین طلاق دینا اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔شریعت ایسا کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دیتی ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب بلبیر پنج صاحب اسلام کی حقیقی، اعلیٰ اور حسین تعلیم سے واقف نہیں اور مسلمانوں کے غلط طرزِ عمل کو ہی اسلام سمجھ بیٹھے ہیں اور بغیر تحقیق کے ہی یہ غلط نتیجہ نکالا ہے کہ شریعت اس کی اجازت دیتی ہے۔آج جبکہ مسلمانوں کی اکثریت شریعت پر عامل ہی نہیں، اس کے ہر غلط فعل کو شریعت کی طرف منسوب کرنا کہاں تک درست ہے؟ کیا آج ہندو یا ہندوؤں کے ایک طبقہ کے ہر غلط فعل کو اس کے مذہب کی طرف منسوب کرنا درست ہوگا؟ کیا آج ایک بدھسٹ کے ہر غلط فعل کو اس کے مذہب کی طرف منسوب کرنا درست ہوگا؟ کیا آج ایک عیسائی کے ہر غلط فعل کو اس کے مذہب کی طرف منسوب کرنا درست ہوگا؟ اور بلبیر پُنج صاحب کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ’’اس کے خلاف کسی طرح کی مداخلت مسلم سماج کو قبول نہیں۔‘‘ مسلم جماعت احمدیہ عالمگیر ہر قسم کی بدعات اور غلط رسم و رواج کے سخت خلاف ہے۔طلاق کے تعلق سے صحیح اسلامی تعلیم یہ ہے۔جماعت احمدیہ کی فقہ کی کتاب ’’فقہ احمدیہ پرسنل لاء‘‘ کے صفحہ 78 پر صاف لکھا ہے :

’’فقہ احمدیہ......ایک نشست میں تین طلاق کے اِستعمال اور اس کے اثر کو تسلیم نہیں کرتی اور اِس بات پر زور دیتی ہے کہ جس بات کو شریعت نے ’’تین بار‘‘ پر موقوف کیا ہے وہ تین مختلف اَوقات میں ہی ہونی چاہئے‘‘

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رکانہ بن عبد یزید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں پھر اپنے اس فعل پر بہت نادم ہوئے۔راوی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم نے طلاق کس طرح دی ہے؟ رکانہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تین طلاقیں دی ہیں۔آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا ایک ہی مجلس میں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو ایک طلاق ہوئی اگر تم چاہتے ہو تو رجوع کرلو۔

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 215 مؤسسۃ الرّسالہ بیروت، نیز دیکھئے فقہ احمدیہ پرسنل لاء صفحہ 80)

جناب بلبیر پُنج صاحب لکھتے ہیں :

’’جب نکاح کے وقت لڑکا لڑکی دونوں کی رضامندی پوچھی جاتی ہے تو طلاق کے وقت لڑکی سے کیوں نہیں پوچھا جاتا؟ کیوں صرف مرد کے کہنے پر طلاق مان لیا جاتا ہے؟‘‘

اس کے جواب میں عرض ہے کہ اگر کوئی مسلمان مرد جو اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے اگر اس تعلق میں اس سے بات کرے تو شریعت اس کو ایسا کرنے سے نہیں روکتی ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ سمجھدار میاں بیوی نے آپسی افہام و تفہیم کے ساتھ علیحدگی اختیار کی۔ہر قسم کی صلح کی کوشش کے بعد جب معاملہ دارالقضا میں آتا ہے تو قاضی تمام پہلوؤں اور حالات پر غور کر کے فیصلہ کرتا ہے اور طلاق کی صورت میں عورت کو اس کے حقوق دلواتا ہے۔

طلاق کی صورت میں شریعت نے عورت کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔اکثر حالات میں بچے 9 سال کی عمر تک ماں کے پاس رہتے ہیں۔اس عرصہ میں بچوں کی تعلیم اور ان کے تمام اخراجات کا ذمہ دار باپ ہوتا ہے۔نیز اسلامی تعلیم کے مطابق عورت کو اس کا پورا حق مہر دِلوایا جاتا ہے خواہ قصور عورت کا ہو اور طلاق دینے میں مرد حق بجانب ہو۔مہر کی رقم کم سے کم مرد کی چھ ماہ سے ایک سال کی آمد ہوتی ہے۔اس کے علاوہ جو کچھ بھی مرد اپنی بیوی کو زیورات اور مال و جائیداد وغیرہ تحائف کی صورت میں دے چکا ہو وہ واپس لینے کا حقدار نہیں ہوتا خواہ وہ کروڑوں کا ہی کیوں نہ ہو۔ارشادِ ربّانی ہے :

★ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ○ (نساء آیت 21)

ترجمہ: اور اگر تم ایک بیوی کو دوسری بیوی کی جگہ تبدیل کرنے کا ارادہ کرو اور تم ان میں سے ایک کو ڈھیروں مال بھی دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔کیا تم اسے بہتان تراشی کرتے ہوئے اور کھلے گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے لوگے؟ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

★ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا (سورۃ البقرہ آیت 230)

ترجمہ: ایسی طلاق (جس میں رجوع ہو سکے) دو دفعہ (ہو سکتی) ہے۔پھر (یا تو) مناسب طور پر روک لینا ہوگا یا حسنِ سلوک کے ساتھ رخصت کر دینا ہوگا اور تمہارے لئے اس (مال) کا جو تم انہیں پہلے دے چکے ہو کوئی حصّہ بھی (واپس) لینا جائز نہیں۔

ذیل کی دو آیتوں میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ مطلقہ عورتوں سے ہرگز ظلم و زیادتی کا سلوک نہ کیا جائے۔اور اگر وہ کسی جگہ شادی کرنا چاہیں تو انہیں روکا نہ جائے اور نہ ان کی شادی کے راستہ میں کسی قسم کی دیوار حائل کی جائے۔ ارشادِ ربّانی ہے :

★ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ (بقرہ آیت 232)

ترجمہ: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی مقررہ مدّت (کی آخری حد) کو پہنچ جائیں تو یا تو اُنہیں مناسب طور پر روک لو یا اُنہیں مناسب طور پر رخصت کر دو۔اور اُنہیں تکلیف دینے کے لئے (اس نیت سے) کہ (بعد میں پھر) اُن پر زیادتی کرو مت روکو۔اور جو شخص ایسا کرے تو (سمجھو کہ) اس نے اپنی ہی جان پر ظلم کیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

★ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (سورۃ البقرہ آیت 233)

ترجمہ: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت کو پورا کرلیں تو تم انہیں جبکہ وہ نیک طریق پر باہم رضامند ہو جائیں اپنے خاوندوں کے ساتھ نکاح کر لینے سے مت روکو۔ یہ وہ بات ہے کہ جس کی تم میں سے ہر اس شخص کو جو اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان لاتا ہے نصیحت کی جاتی ہے اور سمجھ لو کہ یہ بات تمہارے حق میں سب سے زیادہ برکت والی اور سب سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ذیل کی دو آیتوں میں مطلقہ کو وقت اور حالات کے مطابق سامان دینے اور فائدہ پہنچانے کی سخت تاکید ہے ارشادِ ربّانی ہے :

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ○ (سورۃ البقرہ آیت 241)

ترجمہ: اور جن عورتوں کو طلاق دی جائے اُنہیں بھی اپنے حالات کے مطابق کچھ سامان دینا ضروری ہے۔یہ بات ہم نے متقیوں پر واجب کر دی ہے۔

★ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ○ (سورۃ البقرہ آیت 237)

ترجمہ: تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو اس وقت بھی طلاق دے دو جبکہ تم نے ان کو چھوا تک نہ ہو یا مہر نہ مقرر کیا ہو اور چاہئے کہ اس صورت میں تم انہیں مناسب طور پر کچھ سامان دے دو۔یہ امر دولت مند پر اس کی طاقت کے مطابق لازم ہے اور نادار پر اس کی طاقت کے مطابق۔ہم نے ایسا کرنا نیکوکاروں پر واجب کر دیا ہے۔ ذیل کی آیت میں عورت کے حق مہر کی ادائیگی کے بارے میں تعلیم دی گئی ہے :

★ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ (بقرہ آیت 238)

ترجمہ: اور اگر تم انہیں قبل اس کے کہ تم نے انہیں چھوا ہو لیکن مہر مقرر کر دیا ہو طلاق دے دو تو اس صورت میں جو مہر تم نے مقرر کیا ہو اس کا آدھا ان کے سپرد کرنا ہوگا

پس اسلام نے مطلقہ کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا ہے اور اس سے حسنِ سلوک کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔

یہ درست ہے کہ طلاق کے لئے بیوی سے پوچھنا لازمی نہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بیوی سے پوچھنے اور اس سے بات کرنے اور آپسی مشورہ اور افہام و تفہیم سے شریعت نہیں روکتی بلکہ یہ ایک اچھی بات ہے۔یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ شریعت اس تعلق میں بیوی سے بات کرنے سے روکتی ہے۔

تھوڑی دیر کے لئے ہم یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ طلاق کے لئے بیوی سے پوچھنا لازمی ہونا چاہئے۔اس کے نتیجہ میں بیوی کی طرف سے دو ہی جواب ہو سکتے ہیں۔(1) ایک یہ کہ وہ طلاق نہیں چاہتی۔(2) دوسرے یہ کہ وہ بھی طلاق یعنی علیحدگی چاہتی ہے۔دوسرے جواب کی صورت میں جبکہ وہ بھی علیحدگی چاہتی ہے کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔پہلے جواب کی صورت میں جبکہ بیوی علیحدگی نہیں چاہتی کیا یہ فیصلہ دیا جا سکتا ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو مرد کو اُسی عورت کے ساتھ زندگی گزارنی ہوگی خواہ اس کے لئے یہ امر کتنی ہی ذہنی اذیت کا باعث کیوں نہ ہو؟ اس لئے کہ اس کی بیوی اس سے علیحدگی نہیں چاہتی۔ظاہر ہے کہ ایسا ظالمانہ فیصلہ دُنیا کی کوئی عدالت نہیں کر سکتی۔ معلوم ہوا کہ اگر مرد عورت سے علیحدگی چاہے تو اسے علیحدگی ملنی چاہئے خواہ اس کے لئے عورت رضامند ہو یا نہ ہو۔ تو پھر محض پوچھنے کا کیا فائدہ؟؟ پس اسلام نے طلاق کے لئے عورت سے پوچھنے کو لازمی قرار نہیں دیا اور پوچھنے

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

مختلف فقہی امور سے متعلق سوالات کرنے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی جواب عطا فرمایا کرتے تھے اور بعض دفعہ دوسرے علماء کی طرف بھی بھیج دیا کرتے تھے

لیکن بہت سے سوالات ہیں جو بظاہر بہت چھوٹے ہیں اس میں آپ سلسلہ کے علماء کی بھی اصلاح فرمایا کرتے تھے

اور بعض دفعہ جب آپ دیکھتے کہ اس مسئلے کا حل کسی ایسے امر سے متعلق ہے جہاں بحیثیت مامور آپ کے لئے دنیا کی رہنمائی کرنا ضروری ہے تو آپ خود وہ مسئلہ بتا دیتے

مختلف موقعوں پر مختلف مجالس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فقہی مسائل بیان فرمائے ہیں ان کو نظارت اشاعت پاکستان نے بڑی محنت سے بعض علماء کے ذریعہ سے یکجا کیا ہے اور یہ کتاب ''فِقْهُ الْمَسِيْح'' کے نام سے یہاں چھپ گئی ہے۔ احبابِ جماعت کو ان مختلف مسائل سے آگاہی کے لئے یہ کتاب لینی چاہئے

سفر میں قصر نماز، نماز جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز جمع کرنے کی صورت میں جمعہ کی نماز سے پہلے سنتوں کے پڑھنے، سفر میں جمعہ کی ادائیگی، خاص مواقع پر چراغاں کرنے اور آتش بازی وغیرہ امور سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عطا فرمودہ رہنمائی کا تذکرہ

مکرمہ امۃ الحفیظ رحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عطاء الرحمن صاحب (مرحوم) سابق امیر ضلع ساہیوال کی وفات۔ مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 22۔اپریل 2016ء بمطابق 22 شہادت 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ انسان کے لئے دو چیزوں کی صفائی بہت ضروری ہے جن میں سے ایک سوچ اور فکر ہے اور دوسری لطیف جذبات، نیکی کے جذبات ہیں اور انسان کے گہرے جذبات یعنی جذبات کی حس نہ کہ عارضی جذبے جو قلوب کی صفائی سے پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی مستقل رہنے والے نیک اور پاکیزہ جذبے اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب دل مکمل طور پر صاف ہو۔ اور افکار کی صفائی، یعنی خیال، سوچ اور غور کا ہمیشہ صاف رہنا جسے عربی میں تنویر کہتے ہیں، دماغ کی صفائی سے حاصل ہوتی ہے۔ تنویر اس بات کو کہتے ہیں کہ انسان کے اندر ایسا نور پیدا ہو جائے کہ ہمیشہ صحیح خیال پیدا ہو۔ تنویر کوشش کر کے پاک خیال پیدا کرنا نہیں ہے بلکہ ایسا ملکہ پیدا ہو جائے کہ ہمیشہ صحیح خیالات پیدا ہوتے رہیں۔ کبھی کوئی غلط قسم کے خیالات آئیں ہی نہ۔ اور ظاہر ہے یہ باتیں مسلسل کوشش اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ بہرحال اس بارے میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میں نے خود سنا ہے۔ بعض دفعہ جب آپ سے کوئی فقہی مسئلہ پوچھا جاتا تو چونکہ یہ مسائل زیادہ تر انہی لوگوں کو یاد ہوتے ہیں جو ہر وقت اسی کام میں لگے رہتے ہیں۔ بسا اوقات آپ فرمایا کرتے کہ جاؤ مولوی نور الدین صاحب سے پوچھ لو یا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کا نام لیتے کہ ان سے پوچھ لو یا مولوی سید احسن صاحب کا نام لے کر فرماتے کہ ان سے پوچھ لو یا کسی اور مولوی کا نام لے لیتے۔ اور بعض دفعہ جب آپ دیکھتے کہ اس مسئلے کا حل کسی ایسے امر سے متعلق ہے جہاں بحیثیت مامور آپ کے لئے دنیا کی رہنمائی کرنا ضروری ہے تو آپ خود وہ مسئلہ بتا دیتے۔ مگر جب کسی مسئلے کا جدید اصلاحات سے تعلق نہ ہوتا تو آپ فرما دیتے کہ فلاں مولوی صاحب سے پوچھ لیں۔ اور اگر وہ مولوی صاحب مجلس میں ہی بیٹھے ہوئے ہوتے تو ان سے فرماتے کہ مولوی صاحب یہ مسئلہ کس طرح ہے۔ مگر بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ جب آپ کہتے کہ فلاں مولوی صاحب سے یہ مسئلہ دریافت کر لو تو ساتھ ہی آپ یہ بھی فرماتے کہ ہماری فطرت یہ کہتی ہے کہ یہ مسئلہ یوں ہونا چاہئے۔ اور پھر فرماتے کہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ باوجود اس کے کوئی مسئلہ ہمیں معلوم نہ ہو تو اس کے متعلق جو آواز ہماری فطرت سے اٹھے بعد میں وہ مسئلہ اسی رنگ میں حدیث اور سنّت سے ثابت ہوتا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ چیز ہے جو تنویر کہلاتی ہے۔ تو تنویر اس بات کو کہتے ہیں کہ انسانی دماغ میں جو خیالات بھی پیدا ہوں وہ بھی درست ہوں۔ جس طرح ایک تندرستی تو یہ ہوتی ہے کہ انسان کہے کہ میں اس وقت تندرست ہوں اور ایک تندرستی یہ ہوتی ہے کہ انسان آگے بھی تندرست رہے۔ تو تنویر وہ فکر کی درستی ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں آئندہ جو خیالات بھی پیدا ہوں درست ہی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ روحانی ترقی کے لئے تنویرِ فکر ضروری ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانی ترقی کے لئے تقویٰ وطہارت کی ضرورت ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جو تنویر کے معنی دماغ کی نسبت سے ہیں وہی تقویٰ کے معنی دل کی نسبت سے ہیں۔ لوگ عام طور پر نیکی اور تقویٰ کو ایک چیز سمجھتے ہیں حالانکہ نیکی وہ نیک کام ہے جو ہم کر چکے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان کے اندر آئندہ جو جذبات بھی پیدا ہوں وہ نیک ہوں۔ تو جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ فکر، سوچ اور غور جن کا دماغ سے تعلق ہے، یہ تنویر ہے اور جذبات کا نیکی پر ہمیشہ قائم رہنا تقویٰ ہے۔ اس کا معاملہ دل سے ہے۔ جب بھی کسی انسان کو تنویرِ افکار اور تقویٰ قلب حاصل ہو جائے تو وہ پھر بدی کے حملے سے محفوظ رہتا ہے اور جب بدی کے حملے سے محفوظ رہے تو پھر ایسا انسان اللہ تعالیٰ کے فضل کے نیچے آ جاتا ہے۔

(ماخوذ از الفضل 9 مارچ 1938 صفحہ 2 جلد 26 شمارہ 55)

جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عام معاملات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض سوالات کرنے والوں کو سلسلہ کے دوسرے علماء کی طرف بھیج دیا کرتے تھے لیکن بہت سے سوالات ہیں جو بظاہر بہت چھوٹے ہیں اس میں آپ سلسلہ کے علماء کی بھی اصلاح فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً سفروں میں نماز کے قصر کرنے کا معاملہ ہے۔ اس سوال پر کہ کس کو سفر سمجھا جائے اور قصر نماز کے حکم پر عمل کیا جائے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دقّتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے، (مشکلیں اپنے اوپر نہ ڈالے)۔ عُرف میں جسے سفر کہتے ہیں خواہ وہ دو تین میل ہی ہو اس میں قصر اور سفر کے مسائل پر عمل کرے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ فرمایا کہ بعض دفعہ ہم دو دو تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی کے دل میں خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں۔ لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے، اپنا سامان اٹھا کر چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ شریعت کی بناء دقّت پر نہیں ہے۔ جس کو تم عُرف میں سفر

سمجھو ہی سفر ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 211۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تو یہ بات اس سے واضح ہو جاتی ہے کہ سفر وہ ہے جو آپ سفر کی نیت سے سفر کریں۔ گزشتہ دنوں مَیں یہاں ایک مسجد کے افتتاح، غالباً لیسٹر (Leicester) کی مسجد کے افتتاح کے لئے گیا تھا۔ وہاں میں نے عشاء کی نماز پوری پڑھائی۔ اس پر بعض لوگوں کو سوال پیدا ہوا کہ قصر نہیں کروائی گئی۔ اس وقت میرے ذہن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی ارشاد تھا کہ گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے جب سفر کیا جاتا ہے تو وہ سفر ہے اور کیونکہ اس قسم کا سفر نہیں تھا اور اسی وقت میں نے واپس آ جانا تھا اس لئے میں نے قصر نہیں کی تھی۔ پھر اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کو بھی سامنے رکھیں۔ اگر یہ سامنے ہو تو نہ ہی انسان زیادہ دقتیں اپنے اوپر ڈالتا ہے، نہ ضرورت سے زیادہ سہولت کی تلاش کرتا ہے بلکہ مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرنا ہوتا ہے۔

اس کو مزید کھولتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ہاں...... اپنی نیت کو خوب دیکھ لو۔ ایسی تمام باتوں میں تقویٰ کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص ہر روز معمولی کاروبار یا سفر کے لئے جاتا ہے تو وہ سفر نہیں ہے بلکہ سفر وہ ہے جسے انسان خصوصیت سے اختیار کرے اور صرف اسی کام کے لئے گھر چھوڑ کر جائے اور عُرف میں وہ سفر کہلاتا ہو۔ دیکھو یوں تو ہم ہر روز سیر کے لئے دو دو میل نکل جاتے ہیں مگر یہ سفر نہیں ہے۔ ایسے موقع پر دل کے اطمینان کو دیکھ لینا چاہئے کہ اگر وہ بغیر کسی خلجان کے فتویٰ دے کہ یہ سفر ہے تو قصر کرو۔ اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ (کہ اپنے دل سے فتویٰ حاصل کرو) پر عمل چاہئے۔ پھر فرمایا کہ ہزار فتویٰ ہو پھر بھی مومن کا نیک نیتی سے قلبی اطمینان عمدہ شئے ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد دہم صفحہ 100-99۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس نیت اور اپنے دل کا فتویٰ بھی بعض موقع پر لے لینا چاہئے۔ نیت نیک ہونی چاہئے اور اس نیت نیک کے ساتھ دل سے فتویٰ لیا جائے۔

کسی نے سوال کیا کہ جو شخص یہاں مرکز میں آتا ہے وہ قصر کرے یا نہ؟ یہ سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا گیا اور اب بھی بعض لوگ کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مرکز میں جانے پہ قصر نہیں ہے۔ قادیان یا ربوہ جب جاتے تھے یا یہاں بعض لوگ آتے ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص تین دن کے واسطے یہاں آوے اس کے لئے قصر جائز ہے۔ میری دانست میں جس سفر میں عازم سفر ہو پھر خواہ وہ تین چار کوس ہی کا سفر کیوں نہ ہو اس میں قصر جائز ہے۔ ہاں اگر امام مقیم ہو تو اس کے پیچھے پوری نماز پڑھنی پڑے گی۔ تو مقامی طور پہ جہاں بھی جا رہے ہیں، مرکز ہے یا کہیں بھی امام نماز پڑھا رہا ہے اور وہ وہاں کا رہنے والا امام ہے تو بہر حال وہ پوری نماز پڑھائے گا اور مسافر بھی اس کے پیچھے پوری نماز پڑھے گا۔ فرمایا کہ حکام کا دورہ سفر نہیں ہوتا۔ جو لوگ دَوروں پر جاتے ہیں، افسران ہیں اُن کا سفر، سفر نہیں ہوتا۔ وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے باغ کی سیر کرتا ہے۔ خواہ مخواہ سفر کا تو کوئی وجود ہی نہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد پنجم صفحہ 311۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے صحابہ کی بعض دفعہ مسائل کے بارے میں کس طرح اصلاح فرمایا کرتے تھے، اس بارے میں قاضی امیر حسین صاحب بیان فرماتے ہیں کہ مَیں شروع میں اس بات کا قائل تھا کہ سفر میں قصر نماز عام حالات میں جائز نہیں بلکہ صرف جنگ کی حالت میں فتنہ کے خوف سے جائز ہے اور اس معاملے میں حضرت خلیفہ اول کے ساتھ بہت بحث کیا کرتا تھا۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا گورداسپور میں مقدمہ تھا ایک دفعہ مَیں بھی وہاں گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وہاں مولوی صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور مولوی عبدالکریم صاحب بھی تھے۔ ظہر کی نماز کا وقت آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ یعنی قاضی صاحب کو کہا۔ کہتے ہیں کہ میں نے دل میں پختہ ارادہ کیا کہ آج مجھے موقع ملا ہے۔ میں قصر نہیں کروں گا بلکہ پوری پڑھوں گا تو اس مسئلہ کا کچھ فیصلہ بھی ہو جائے گا۔ جب پڑھ لوں گا تو آپ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فتویٰ فرمائیں گے۔ قاضی صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے یہ فیصلہ کر کے اللہ اکبر کہنے کے لئے ابھی ہاتھ اٹھائے ہی تھے اور اس نیت کے ساتھ اٹھائے تھے کہ قصر نہیں کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرے پیچھے دائیں طرف کھڑے تھے۔ آپ فوراً قدم بڑھا کر آگے آئے اور میرے کان کے پاس منہ کر کے فرمایا۔ قاضی صاحب! دو ہی پڑھیں گے نا؟ تو میں نے عرض کیا حضور دو ہی پڑھوں گا۔ قاضی صاحب کہتے ہیں بس اس وقت سے ہمارا مسئلہ حل ہو گیا اور میں نے اپنا خیال ترک کر دیا۔ (ماخوذ از سیرت المہدی جلد اول صفحہ 25-24 روایت نمبر 33) تو اس طرح صحابہ کا عمل تھا۔ کس طرح شرح صدر کے ساتھ فوری طور پر فیصلے ختم کر دیا کرتے تھے۔

ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مواقع پر فقہی مسائل بیان فرمائے ہوئے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہر مسئلے کو آپ علماء کی طرف پھیر دیا کرتے تھے، خود بھی بیان فرمایا کرتے تھے۔ ان تمام مختلف موقعوں پر، مختلف مجالس میں آپ نے جو فقہی مسائل بیان فرمائے ہیں ان کو اب نظارت اشاعت پاکستان نے بڑی محنت سے بعض علماء کے ذریعہ سے یکجا کیا ہے جن میں جامعہ کے فقہ کے پروفیسرز اور طلباء بھی شامل ہیں۔ یہ کتاب ''فِقْهُ الْمَسِيْح'' کے نام سے یہاں چھپ گئی ہے اور احباب جماعت کو بھی بہت سارے جو مختلف مسائل ہیں ان سے آگاہی کے لئے یہ کتاب لینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جزا دے جنہوں نے یہ تمام باتیں یا ایسے فقہی مسائل یکجا کئے ہیں اور بڑے اچھے انداز میں جمع اور تدوین کئے ہیں۔ بہر حال وقتاً فوقتاً مجھے بھی موقع ملا تو یہ مسائل بیان کرتا رہوں گا۔

جمعہ کی نماز کے ساتھ اگر عصر کی نماز جمع کی جائے تو پھر جمعہ کی نماز سے پہلے سنتیں پڑھنی چاہئیں۔ اس بارے میں وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک سوال کیا گیا ہے۔ حضرت مصلح موعود سفر میں تھے تو وہاں سوال کیا گیا کہ ابھی جمعہ کی نماز کے وقت بعض دوستوں میں اختلاف ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتویٰ ہے کہ اگر نمازیں جمع کی جائیں تو پہلی پچھلی اور درمیان کی سنتیں معاف ہوتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جب نماز ظہر و عصر جمع ہو تو پہلی اور درمیانی سنتیں معاف ہوتی ہیں یا اگر نماز مغرب اور عشاء جمع ہو تو درمیانی اور آخری سنتیں معاف ہو جائیں گی۔ لیکن آپ فرماتے ہیں کہ اختلاف یہ کیا گیا ہے کہ ایک دوست نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ ایک سفر میں میرے ساتھ تھے یعنی حضرت مصلح موعود کے۔ میں نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور جمعہ کی پہلی سنتیں بھی پڑھیں۔ یہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔ نمازوں کے جمع ہونے کی صورت میں سنتیں معاف ہو جاتی ہیں یہ بات بھی صحیح ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز سے قبل جو سنتیں ہیں وہ پڑھا کرتے تھے۔ میں نے وہ سفر میں پڑھی ہیں اور پڑھتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کی نماز سے پہلے جو نوافل پڑھے جاتے ہیں وہ نماز ظہر کی پہلی سنتوں سے مختلف ہیں۔ ان کو دراصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے اعزاز میں قائم فرمایا ہے۔

سفر میں جمعہ کی نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور چھوڑنا بھی جائز ہے۔ یعنی اگر انسان سفر میں ہو تو جمعہ کی نماز بھی پڑھ سکتا ہے اور چھوڑ بھی سکتا ہے اور چھوڑنے کا مطلب یہ نہیں کہ نماز چھوڑ دی بلکہ ظہر کی نماز پڑھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سفر میں جمعہ پڑھتے بھی دیکھا ہے اور چھوڑتے بھی دیکھا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقدمے کے موقع پر گورداسپور تشریف لے گئے ہوئے تھے اور وہاں مصروفیت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ آج جمعہ نہیں ہو گا کیونکہ ہم سفر پر ہیں۔ ایک صاحب جن کی طبیعت میں بے تکلفی تھی وہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ سنا ہے حضور نے فرمایا ہے آج جمعہ نہیں ہو گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول یوں تو ان دنوں گورداسپور میں ہی تھے مگر اس روز کسی کام کے لئے قادیان آئے ہوئے تھے تو اُن صاحب نے خیال کیا کہ شاید جمعہ نہ پڑھے جانے کا ارشاد آپ نے اس لئے فرمایا ہے کہ مولوی صاحب یہاں نہیں ہیں۔ وہ جمعہ پڑھایا کرتے تھے اس لئے کہا کہ حضور! مجھے بھی جمعہ پڑھانا آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہاں آتا ہو گا مگر ہم تو سفر پر ہیں اس لئے آج ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ ان صاحب نے کہا کہ حضور! مجھے اچھی طرح جمعہ پڑھانا آتا ہے اور میں نے بہت دفعہ پڑھایا بھی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دیکھا کہ ان صاحب کو جمعہ پڑھانے کی بہت خواہش ہے تو فرمایا کہ اچھا آج جمعہ ہو جائے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سفر کے موقع پر جمعہ پڑھتے بھی دیکھا ہے اور چھوڑتے بھی دیکھا ہے اور جب سفر میں جمعہ پڑھا جائے تو مَیں پہلی سنتیں پڑھا کرتا ہوں اور میری رائے یہی ہے کہ وہ پڑھنی چاہئیں اور یہی عمومی طور پر فتویٰ ہے کیونکہ وہ عام سنت سے مختلف ہیں اور جمعہ کے احترام کے طور پر ہیں۔ (الفضل مورخہ 24 جنوری 1942ء صفحہ 1 جلد 20 شمارہ 21)

پس اگر جمعہ پڑھا جا رہا ہے تو پھر جمعہ اور عصر جمع ہونے کی صورت میں بھی دو رکعت سنت جو جمعہ سے پہلے پڑھی جاتی ہیں وہ پڑھنی چاہئیں۔

انسانی زندگی میں خوشی کے مواقع ذاتی بھی آتے ہیں، جماعتی بھی آتے ہیں اور ملکی بھی آتے ہیں اور خوشی کے موقعوں پر ان کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ لیکن بعض لوگ اس میں افراط اور تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں یا خوشی کے اظہار پر بے انتہا خرچ کیا جاتا ہے یا مذہب کے حوالے سے یا کسی اور نام سے ظاہری اظہار کو

بالکل ہی گناہ سمجھا جاتا ہے۔ اسلام دونوں صورتوں کی نفی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانے میں ہمیں اسلامی تعلیم کے مطابق میانہ روی کے راستوں پر چلانے آئے آپ نے ہمیں ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کے بارے میں، دینی معاملات میں بھی اور دنیاوی معاملات میں بھی رہنمائی فرمائی۔ نماز کا تو مَیں ذکر کر آیا ہوں۔ اب ایک ظاہری دنیاوی خوشی کے موقع پر کس طرح اظہار ہونا چاہئے اس بارے میں آپ علیہ السلام نے کیا رہنمائی فرمائی اس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عمل کو ہمارے سامنے رکھا ہے مَیں پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے چراغاں ثابت ہے۔ یعنی جب کوئی خاص موقع ہو تو اس پہ چراغاں کیا جاتا ہے اور اس چراغاں کے بیان کرنے کی وجہ یہ بنی کہ ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی پر یا کسی اور موقع پر لوگوں نے چراغاں کیا تو اس پر حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی پر بھی چراغاں کیا گیا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے چراغاں ثابت ہے۔ آپ نے دو بار، ملکہ وکٹوریہ اور غالباً شاہ ایڈورڈ کی جوبلیوں پر چراغاں کرایا یا شاید دونوں جوبلیاں ملکہ وکٹوریہ کی ہی تھیں اور مجھے خوب یاد ہے کہ دونوں مواقع پر چراغاں کیا گیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں چونکہ بچپن میں ایسی باتیں اچھی لگتی ہیں اس لئے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مسجد مبارک کے کناروں پر چراغ جلائے گئے اور بنولے ختم ہوئے۔ اس زمانے میں بنولے جلائے جاتے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آدمی بھیجا کہ جا کر اور لائے۔ ان میں تیل ہوتا ہے وہ تیل پھر کافی دیر تک جلتا رہتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے مکان پر بھی، مسجد میں بھی اور مدرسے پر بھی چراغ جلائے گئے اور میر محمد اسحٰق صاحب نے بھی اس کی شہادت دی ہے۔ اس لئے خالی چراغاں کی مخالفت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں جی چراغاں غلط چیز ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا عقیدہ ہے کہ حکم و عدل ہونے کی حیثیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآنی نص کے خلاف کوئی بات نہ کرتے تھے اور چراغاں آپ سے ثابت ہے۔ اس کے متعلق گواہیاں بھی موجود ہیں اور الحکم اخبار میں بھی یہ درج ہے۔ اس لئے خاص چراغاں کے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں کہ کیوں کیا جائے اور کس لئے نہ کیا جائے اور کب کیا جائے۔ فضول خرچی ہے یا فلاں فلاں (باتیں ہیں)۔ بہرحال آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رنگ میں جو خوشی کا اظہار کیا وہ اپنے اندر ایک حکمت رکھتا ہے جیسا کہ مومن کی ہر بات اپنے اندر حکمت رکھتی ہے۔ چراغاں خصوصاً جب وسیع پیمانے پر کیا جائے اور ہر گھر میں کرنا ضروری قرار دیا جائے اس پر اتنا زیادہ خرچہ آ جاتا ہے کہ اس کے مقابلے میں اس کا کوئی حقیقی فائدہ نظر نہیں آتا۔ ہاں جہاں اس کی ملکی اور سیاسی ضرورت ہو یا جہاں زیادہ روشنی کی ضرورت ہو وہاں اگر کیا جائے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے بتایا کہ روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت عمر کی طرف سے مسجد میں زیادہ روشنی کا انتظام کیا گیا تو میر صاحب نے اس کی مثال دی کہ مسجد میں ضرورت سے زیادہ روشنی کا اہتمام کیا گیا تھا اور آپ فرماتے ہیں کہ مسجد ایک ایسی جگہ ہے جہاں زیادہ روشنی کی ضرورت ہے کیونکہ لوگ وہاں قرآن شریف پڑھتے ہیں یا اَور دینی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ پس اگر حضرت عمر نے مسجد میں زیادہ روشنی کا انتظام کیا تو اس میں حکمت تھی۔ ورنہ جہاں تک ہم دیکھتے ہیں اسلام میں خوشیاں ایسے رنگ میں منائی جاتی ہیں کہ بنی نوع انسان کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے۔ مثلاً عید ہے اس میں قربانی کرنے سے غریبوں کو گوشت ملتا ہے۔ عیدالفطر پر فطرانہ سے غریبوں کو مدد دی جاتی ہے۔ تو اسلام میں جہاں بھی خوشی منانے کا حکم دیا ہے اس بات پر زور دیا ہے کہ اسے ایسے رنگ میں منایا جائے کہ ملک اور بنی نوع انسان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے لیکن چراغاں کی صورت میں کوئی ایسا فائدہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چراغاں کرایا تو وہ ایک سیاسی مصلحت پر مبنی تھا۔ اور اسی طرح بعض اوقات آپ ہمیں آتش بازی بھی لے دیا کرتے تھے تا کہ بچوں کا دل خوش ہو اور فرمایا کرتے تھے کہ گندھک کے جلنے سے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں۔ صرف بچوں کا دل خوش کرنے کے لئے نہیں بلکہ آتش بازی میں گندھک ہوتی ہے اس کے جلنے سے فضا صاف ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ نے کئی دفعہ ہمیں انار اور پھلجھڑیاں وغیرہ منگوا کر دیں۔ گویا ایک قسم کا ضیاع ہے مگر اس میں وقتی فائدہ بھی ہے گو ایسا نمایاں نہیں۔ مگر اس سے بچوں کا دل خوش ہو جاتا تھا اور بچوں کے جذبات کو دبانے سے جو نقصان پہنچ سکتا ہے اس سے بچاؤ ہو جاتا تھا۔ مگر آپ نے ساری جماعت کو آتش بازی چلانے کا حکم نہیں دیا۔ (رپورٹ مجلس مشاورت 7 تا 9 اپریل 1939ء صفحہ 75-74) آپ نے جماعت کو یہ نہیں کہا کہ آتش بازیاں کیا کرو۔ اگر بچے کبھی کبھی کر لیں تو کوئی حرج نہیں اور اس نیت سے بھی کیا جائے کہ فضا بھی صاف ہو گی تو دونوں چیزیں مل جاتی ہیں۔ بچے بھی خوش ہو جاتے ہیں اور فضا بھی صاف ہو جاتی ہے۔ بچے اگر تھوڑی سی تفریح کر لیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ان کے جذبات کو بالکل دبایا نہ جائے۔ بچوں میں یہ احساس بھی رہے کہ ان کی جو کھیل کود کی عمر ہے اس میں اسلام ان کے جائز مطالبات کو ردّ نہیں کرتا۔ مثلاً چراغاں ہے، آتش بازی ہے یہ باتیں جہاں انہیں ملک کی مجموعی خوشی میں شامل کرتی ہیں وہاں ان سے ملک سے ایک تعلق کا اظہار بھی ہوتا ہے اور بچوں کی تفریح بھی ہو جاتی ہے۔ پس موقع محل کے لحاظ سے اور اعتدال میں رہتے ہوئے کوئی تقریب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ بچوں پر بچپن سے ہی واضح کر دینا چاہئے کہ اسلامی تعلیم کے دائرے اور ملکی قانون کے دائرے کے اندر رہ کر ہی ہم یہ ساری باتیں کرتے ہیں اور کریں گے۔

حضرت مصلح موعود اپنے بچپن کے دو واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے ہمیشہ یاد رہتا ہے میں چھوٹا بچہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ ملتان تشریف لے گئے۔ مَیں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ میری عمر اس وقت سات آٹھ سال کی تھی۔ اس سفر کے صرف دو واقعات مجھے یاد ہیں۔ آپ فرماتے ہیں یوں تو بعض واقعات مجھے اُس وقت کے بھی یاد ہیں جب میری عمر صرف دو سال کی تھی بلکہ ایک دوست نے ایک واقعہ کی طرف یاد دہانی کرائی اور مجھے وہ یاد آ گیا اس وقت میری عمر صرف ایک سال تھی۔ پس آپ فرماتے ہیں کہ مجھے چھوٹی عمر کے بھی بعض واقعات یاد ہیں لیکن اس سفر کی صرف دو باتیں میرے ذہن میں ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ واپسی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور ٹھہرے۔ وہاں ان دنوں مومی تصویریں دکھائی جا رہی تھیں یعنی موم سے تصویریں بنائی جاتی تھیں یا مجسمے سے بنائے جاتے تھے جن سے مختلف بادشاہوں اور ان کے درباروں کے حالات بتائے جاتے تھے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویئر ہاؤس جو اُن دنوں بمبئی ہاؤس کہلاتا تھا انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یہ ایک علمی چیز ہے۔ ایسی معلوماتی چیز ہے کہ تاریخ کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔ آپ اسے دیکھنے کے لئے تشریف لے چلیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ پر زور دینا شروع کر دیا کہ میں چل کر وہ مومی مجسمے دیکھوں۔ میں چونکہ بچہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیچھے پڑ گیا کہ مجھے یہ مجسمے دکھائے جائیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے اصرار پر مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ مختلف بادشاہوں کے حالات تصویروں کے ذریعہ دکھائے گئے تھے جن میں بعض کی موتوں اور بعض کی بیماریوں وغیرہ کا نقشہ کھینچا گیا تھا۔ پس فرمایا ایک تو یہ واقعہ مجھے یاد ہے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حامی بھی اس لئے بھری اور صرف اس لئے لے کر گئے کہ بہت سے لوگوں نے اس کی تعریف کی تھی کہ یہ ایک علمی اور تاریخی چیز ہے۔ اسے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ صرف بچے کی ضد کو دیکھ کر نہیں چلے گئے تھے۔ اگر آپ سمجھتے کہ یہ ایک ایسی بات ہے جو اسلامی تعلیم کے خلاف ہے تو بیشک بچہ ضد کرتا لیکن نہ جاتے۔ پس ایک علمی چیز تھی اس لئے آپ بچے کو ساتھ لے کے دیکھنے کے لئے چلے گئے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ دوسرا واقعہ جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاہور کے اندر کسی نے دعوت کی اور آپ اس میں شامل ہونے کے لئے تشریف لے گئے۔ کچھ اثر میرے دل پر بھی ہے کہ دعوت نہیں تھی بلکہ مفتی محمد صادق صاحب یا ان کا کوئی بچہ بیمار تھا اور آپ اسے دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ بہرحال شہر کے اندر سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس آ رہے تھے کہ سنہری مسجد کی سیڑھیوں کے پاس مَیں نے ایک بڑا ہجوم دیکھا جو گالیاں دے رہا تھا اور ایک شخص ان کے درمیان کھڑا تھا۔ ممکن ہے وہ کوئی مولوی ہو اور جیسے مولویوں کی عادت ہوتی ہے وہ شاید اپنی طرف سے بے موقع چیلنج دے رہا ہو۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گاڑی پاس سے گزری تو ہجوم کو دیکھ کر میں نے سمجھا کہ یہ بھی کوئی میلہ ہے۔ چنانچہ میں نے نظارہ دیکھنے کے لئے گاڑی سے اپنا سر باہر نکالا۔ اس وقت کا یہ واقعہ آج تک مجھے نہیں بھولا کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص جس کا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور جس پر ہلدی کی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں، وہ بڑے جوش سے اپنے ٹنڈے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار کر کہتا جا رہا تھا کہ مرزا دوڑ گیا، مرزا دوڑ گیا۔

یہ واقعہ ایک اور حوالے سے مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں لیکن یہاں فرماتے ہیں کہ دیکھو ایک شخص زخمی ہے اس کے ہاتھ پر پٹیاں بندھی ہوئی ہیں مگر وہ مخالفت کے جوش میں یہ سمجھتا ہے کہ میں اپنے ٹنڈے ہاتھ سے ہی نعوذ باللہ احمدیت کو ختم کر دوں گا یا احمدیت کو دفن کر آؤں گا۔ یہ کیسی خطرناک دشمنی ہے جو لوگوں کے قلوب میں پائی جاتی ہے اور کس کس طرح انہوں نے زور لگایا کہ لوگ قادیان میں نہ آئیں اور احمدیت کو قبول نہ کریں۔ ایسے کئی لوگ احمدیوں میں موجود ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں قادیان آنے کے ارادے سے بٹالے تک آئے مگر پھر ان کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے واپس

کر دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ مَیں نے سنا ہے کہ مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری بھی اسی لئے شروع میں احمدیت قبول کرنے سے محروم رہ گئے۔ جب وہ بٹالہ میں آئے تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے ان کو ورغلا کر واپس کر دیا اور یہی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا روزانہ مشغلہ رہتا تھا۔ وہ ہر روز ریلوے سٹیشن پر جا پہنچتے اور جب بعض لوگ قادیان جانے کے ارادے سے اترتے تو وہ انہیں کہتے کہ وہاں جا کر کیا لوگے۔ وہاں گئے تو ایمان خراب ہو جائے گا۔ اور کئی لوگ انہیں عالم سمجھ کر واپس چلے جاتے اور خیال کرتے کہ مولوی محمد حسین صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ سچ ہی ہوگا۔ (ماخوذ از الفضل 24 جنوری 1943 صفحہ 3 جلد 31 شمارہ 21) تو یہ سب کچھ مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے تھا۔ انہوں نے عوام کو بھی اس حد تک بھڑکا دیا تھا کہ وہ ٹنڈا بھی بیچارہ نعرے لگا رہا تھا۔ علماء کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو مخالفت ہے یہ سب کچھ ان کی جہالت اور ذاتی مفادات کے لئے تھی اور آج تک یہ علماء جو ہیں لوگوں کو بھڑکاتے ہیں۔ لیکن لوگوں کو وہ مذہب کے نام پر اکسا کر اپنے مقصد پورے کر رہے تھے حالانکہ جس بات کو مخالفت کا ذریعہ بنایا جا رہا تھا یا بنایا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آئے ہی اس بات کو قائم کرنے کے لئے تھے یعنی اسلام کی حقیقی تعلیم بتانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ختم نبوت کو قائم کرنا۔ آپ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے اور غلام صادق تھے۔ آپ تو آئے ہی اس لئے تھے کہ دنیا کو بتائیں کہ اب دنیا کی نجات اس آخری نبی اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہی ہے لیکن ان نام نہاد علماء کی یہ بدقسمتی ہے کہ بجائے اس عاشق رسول کے ساتھ جُڑنے کے، اس کی بات ماننے کے، وہ اس پر الزام لگا رہے ہیں کہ نعوذ باللہ یہ ختم نبوت کے منکر ہیں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے رتبے کو بڑا سمجھتے ہیں۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل اور تعلیم کا ان باتوں سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے ہر مذہب والے کو چیلنج دیا کہ اب راہ نجات صرف اسلام کے ماننے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہے۔

بہرحال یہ علماء کوشش کرتے رہے اور جماعت بڑھتی رہی۔ اب بھی یہ کوشش کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ تقدیر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام صادق کی جماعت نے بڑھنا ہے اور بڑھ رہی ہے اور بڑھتی رہے گی۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم اپنے اندر وہ حقیقی تبدیلی پیدا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں چاہتے ہیں اور حقیقی مسلمانوں کا نمونہ بنیں۔ اپنے خیالات اور سوچوں میں بھی روشنی پیدا کریں اور اپنے دلوں کو بھی تقویٰ سے بھریں۔

آج بھی جمعہ کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرمہ امۃ الحفیظ رحمن صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عطاء الرحمن صاحب سابق امیر ضلع ساہیوال کا ہے۔ 15 راپریل 2016ء کو ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ حضرت میاں عظیم اللہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو اور حضرت شیخ حسین بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ آپ کے والد محترم ملک محمد خورشید صاحب تعمیر کمیٹی ربوہ کے ابتدائی سیکرٹری تھے۔ لمبا عرصہ بطور صدر لجنہ ساہیوال خدمت کی توفیق پائی۔ بڑی متوکّل، دعا گو، عبادت گزار، مہمان نواز، غریب پرور، مالی قربانی کرنے والی، خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والی، صابر شاکر خاتون تھیں۔ ساہیوال میں اسیران کے جب واقعات ہوئے ہیں تو اس وقت ان کے میاں امیر ضلع تھے اور بہت سے لوگ ملاقات کے لئے ان کے پاس آتے تھے تو ان کی مہمان نوازی کرتیں۔ ان کے شوہر ڈاکٹر عطاء الرحمن صاحب تقریباً چالیس سال تک جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے اور انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے ان کا ہاتھ بٹایا۔ مرکز سے آنے والے مہمانوں کا بھی بڑا خیال رکھتیں۔ ساری اولاد کی اس رنگ میں تربیت کی ہے کہ سب خلافت کے ساتھ اخلاص اور فدائیت کا گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ ان کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی نیکیوں پر قائم کرے اور آئندہ نسلوں کو بھی جماعت کے لئے مفید وجود بنائے۔

......☆......☆......☆......☆......

بقیہ رپورٹ پیس سمپوزیم از صفحہ نمبر 13

کس طرح دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ دیانت اور امانت کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسی طرح حال ہی میں عالمی سطح پر اسلحہ کے پھیلاؤ کے بارہ میں بھی متعدد رپورٹس میڈیا میں آئی ہیں۔ سرکاری اور معتبر رپورٹس کے مطابق گزشتہ سال کے دوران امریکہ نے 46.6 ارب ڈالرز کا اسلحہ مارکیٹ میں فروخت کیا۔ جو گزشتہ سال کے مقابل پر 12 ارب ڈالرز زیادہ تھا۔ اور ان رپورٹس میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ اسلحہ زیادہ تر ان ممالک کو فروخت ہوا جو مڈل ایسٹ میں ہیں۔ اور اس طرح وہ شام، عراق اور یمن میں جنگ کو مزید ہوا دے رہے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں پھر یہ کہتا ہوں کہ اگر ایسی تجارت ہو رہی ہے تو دنیا میں امن اور انصاف کا قیام ہونا کس طرح ممکن ہے؟ یہ جو میں نے چند مثالیں دی ہیں ان کی رسائی ہر ایک تک ہے۔ اور یہ ممتاز تجزیہ نگاروں اور تبصرہ نگاروں کے خیالات پر مشتمل ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جب تک معاشرہ کی ہر سطح پر اور قوموں کے درمیان بھی انصاف کے اصولوں کا اطلاق نہیں کیا جاتا ہم دنیا میں حقیقی امن نہیں دیکھ سکتے۔ انصاف کے بغیر داعش اور اس قسم کے دوسرے انتہا پسند گروپس کو شکست دینے کے لئے دسیوں سال درکار ہوں گے۔ تاہم اگر دنیا اس پیغام پر توجہ دے اور انصاف کے اوپر قائم ہو جائے اور دہشتگردی کی فنڈنگ اور سپلائی کو روکنے کے لئے حقیقی معنوں میں کوشش کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک ریٹائرڈ امریکی جنرل کے اس بیان کے برعکس جس میں اس نے یہ کہا تھا کہ داعش کے خلاف جنگ دس سے بیس سال تک جاری رہے گی، مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ دہشتگردی کا نیٹ ورک بہت جلد تباہ کیا جا سکتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آخر پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک دنیا اپنے خالق کو نہیں پہچانتی اور اسے تمام جہانوں کا رب تسلیم نہیں کرتی حقیقی انصاف غالب نہیں آ سکتا۔ نہ صرف یہ کہ حقیقی انصاف غالب نہیں آئے گا بلکہ دنیا ایک نہایت ہی خوفناک اور تباہ کن نیوکلیئر جنگ کا سامنا کرے گی جس کے نتائج ہماری مستقبل کی نسلوں کو دیکھنے پڑیں گے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ میری دعا ہے کہ دنیا اس حقیقت کو سمجھ جائے۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ ہم سب انسانیت کے حقیقی مقاصد کو حاصل کرنے میں اپنا اپنا کردار ادا کریں اور میں دعا کرتا ہوں کہ حقیقی امن جو انصاف پر مبنی ہو دنیا کے تمام حصوں میں قائم ہو جائے۔ ان الفاظ کے ساتھ مَیں ایک دفعہ پھر آپ سب مہمانوں کا شکرگزار ہوں جو آج کی اس شام میں ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنی برکات نازل فرمائے۔ بہت بہت شکریہ۔

اس خطاب کے بعد حضورِ انور نے اجتماعی دعا کروائی۔

اس پیس کانفرنس میں حضورِ انور نے محترمہ حدیل قاسم صاحبہ (Hadeel Qassim) کو احمدیہ مسلم پرائز فار دی ایڈوانسمنٹ آف پیس (Ahmadiyya Muslim Prize for the Advancement of Peace) بھی عطا فرمایا۔ موصوفہ مشرقِ وسطی کے ناگزیر حالات میں مہاجر بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے غیر معمولی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 22 راپریل 2016)

......☆......☆......☆......

وقف عارضی کی مبارک تحریک

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 4 رجون 2004 میں فرماتے ہیں: ”ہر احمدی اپنے لئے فرض کر لے کہ اُس نے سال میں کم از کم ایک یا دو دفعہ ایک یا دو ہفتے تک وقف کرنا ہے۔“

چونکہ اب ہندوستان کے اکثر صوبہ جات کے اسکولوں اور کالجوں میں موسمی تعطیلات ہونے والی ہیں اس لئے احباب جماعت خصوصاً بڑی کلاسوں و کالجز کے طلباء کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک ارشاد کی تعمیل میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں ایک یا دو ہفتے کیلئے وقف عارضی کر کے اس تحریک کی برکات و فیوض سے فیضیاب ہوں۔

(نظارت اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی قادیان)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن کریم کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو ایک نیکی کا اجر ملے گا اور اس ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیاں ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک الگ حرف ہے اور میم ایک الگ حرف ہے۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن باب ما جاء فیمن قرء حرفا من القرآن حدیث نمبر 2835)

طالب دعا: ایڈووکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اپنی اولاد کی بھی عزت کیا کرو اور ان کی تربیت کو بہترین قالب میں ڈھالنے کی کوشش کرو۔ (ابن ماجہ کتاب الادب باب بر الوالد و الاحسان۔ حدیث نمبر 3671)

طالب دعا: ایڈووکیٹ آفتاب احمد تیاپوری مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، حیدرآباد

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔ عربک ڈیسک یوکے)

مکرم وسیم محمد صاحب (1)

مکرم وسیم محمد صاحب کا تعلق شام سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1975ء میں ہوئی اور پھر انہیں اٹھارہ سال کی عمر میں 1993ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ وہ اپنے احمدیت کی طرف سفر کی داستان کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

میرے والد صاحب خطاطی، مساجد میں آیات قرآنیہ کی کتابت اور کیلیگرافی کے کام سے مساجد کی تزئین وآرائش کے پیشے سے منسلک تھے، نیز حسب حالات کبھی کبھی بینرز وغیرہ بھی لکھنے کا کام کر لیتے تھے۔

جنّیہ سے شادی اور بربادی!

ہمارا خاندان میری پیدائش کے چھ ماہ بعد ہی 1975ء کے اواخر میں متحدہ عرب امارات میں منتقل ہوگیا۔ میرے والد صاحب کے مالی حالات بہت اچھے تھے۔ بچپن ہی سے میں والد صاحب کی زبانی جنّوں کے قصّے سنتا تھا۔ گو میرے والد صاحب بہت ذہین اور متناسب شخصیت کے مالک تھے لیکن شاید کسی نفسیاتی مشکل کی وجہ سے وہ اپنے دوستوں سے اکثر کہا کرتے تھے کہ انہوں نے خواب میں ایک جنّیہ سے شادی کی تھی اور اسی جنّیہ نے مالی طور پر اتنی مضبوط پوزیشن کے حصول میں ان کی مدد کی ہے۔ لیکن 1983ء میں میرے والد صاحب کے بعض دوستوں نے فرنیچر، گھریلو سازو سامان اور گھڑیوں وغیرہ پر مشتمل کاروبار کا مشورہ دیا اور والد صاحب اپنی بھلے مانسی کی وجہ سے اس تجارت کے لئے راضی ہوگئے اور پھر اس پراجیکٹ کی مالی ضرورت پوری کرنے کے لئے اپنی مالی استعداد سے بھی بڑھ کر قرض لے لیا۔ لیکن بدقسمتی سے ایک تو اس عرصہ میں ایران عراق جنگ کی وجہ سے متحدہ عرب امارات کے اقتصادی حالات پر بہت برا اثر پڑا۔ دوسرے والد صاحب نے اپنی بھلے مانسی اور نرم دلی کے باعث بہت سا مال ادھار فروخت کیا جس کی وجہ سے ان کی تجارت خسارے کا شکار ہوگئی اور کاروبار کو شروع کرنے کے لئے جو قرض لئے تھے ان کی عدم ادائیگی کی بناء پر والد صاحب کو کئی بار تین تین اور چھ چھ ماہ کے لئے جیل جانا پڑا۔ ایسی حالت میں جب ان سے پوچھا جاتا کہ کہاں ہے وہ جنّیہ جو آپ کی مدد کرتی تھی؟ تو وہ یہی جواب دیتے اس نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔

احمدیت سے تعارف

بہر حال ان حالات کی وجہ سے والد صاحب نے 1988ء میں والدہ صاحبہ اور ہم بہن بھائیوں کو تو شام واپس بھیج دیا جبکہ خود وہ وہیں پر رہنے پر مجبور تھے کیونکہ ان پر کیسز کی وجہ سے ان کا پاسپورٹ عدالت کے قبضے میں تھا۔

مَیں امارات میں سلفی طرزِ فکر کو لے کر پروان چڑھنے کی بناء پر شام واپس آنے کے بعد بھی میں مختلف مساجد میں بعض علماء کے دروس سے استفادہ کرنے لگا۔

اسی عرصہ میں میرا تعارف اپنے ہمسائے ابو رأفت کی فیملی سے ہوا جو مضبوط تعلق میں بدل گیا۔ اس وقت میری عمر 15 سال تھی۔ ابو رأفت کا محمد یونس نامی ایک بیٹا میرا ہم عمر تھا۔ وہ مجھے اکثر بتاتا کہ ابوعبود نامی ایک شخص ان کی فیملی کا دوست ہے جو اپنی نیکی تقویٰ، محبت اور بھلے مانسی کے باعث ہر دل عزیز شخصیت کا مالک ہے۔ نیز وہ بتاتا کہ ابوعبود ان کی فیملی کو بتاتا ہے کہ دجّال ظاہر ہو چکا ہے اور امام مہدی آ گیا ہے۔ اسی طرح انسانوں پر سوار ہو جانے والے جنّوں کا کوئی وجود نہیں ہے۔ مجھ پر اس آخری بات کا بہت شدید اثر ہوا کیونکہ میں تو بچپن ہی سے اپنے والد صاحب کی زبانی یہی سنتا آیا تھا کہ جنّ ان کی مدد کرتے ہیں اور جب وہ اپنی مدد واپس لے لیتے ہیں تو انسان مشکلات کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح والد صاحب بتایا کرتے تھے کہ جب امام مہدی ظاہر ہوگا تو وہ خزانے بانٹے گا۔ اب یہ کیسے مان لیا جائے کہ امام مہدی ظاہر ہو گیا ہے جبکہ نہ امام مہدی نے جنگیں کی ہیں، نہ عدل پھیلایا ہے اور نہ خزانے بانٹے ہیں۔

تحقیق کا فیصلہ

میرا دوست محمد یونس مجھے سمجھانے کی اپنی سی کوشش کرتا لیکن وہ مجھے مطمئن نہ کر سکتا۔ ایک روز تنگ آکر اس نے کہا تم ابوعبود کے ساتھ ایک نشست کیوں نہیں کر لیتے؟ میں نے فوراً کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ دمشق شہر کے شاغور نامی علاقے میں ہم ابوعبود صاحب سے ملنے کے لئے چلے گئے۔ ابوعبود صاحب نے میرے ساتھ نماز کے فلسفہ، سورۃ فاتحہ کی تفسیر اور بعض متفرق امور کے بارہ میں بات کی۔ ان کا میرے ساتھ بیٹھنا اور مسکراتے چہرے کے ساتھ پوری توجہ سے میری بات سننے کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ وہاں سے لوٹنے کے ساتھ ہی مَیں نے حقیقت کی تلاش کا سفر شروع کر دیا۔ مجھے مختلف عقائد اور اسلامی مسائل کے بارہ میں احمدی افکار کا تو پتہ چلتا رہتا تھا چنانچہ میں ان کو لے کر کبھی کسی شیخ کے پاس اور کبھی کسی مولوی کے پاس چلا جاتا اور بغیر بتائے ان سے انہی امور کے بارہ میں سوال کرتا، پھر ان کے جوابات اور جماعت احمدیہ کے موقف کا موازنہ کرتا۔ مجھے ہر بار جماعت احمدیہ کے موقف کی علوّ شان اور مضبوطی کا اعتراف کرنا پڑتا۔ ایک عرصہ تک ایسا کرنے کے بعد بالآخر مَیں اس تحقیق کے سفر میں احمدیت کی صداقت کا قائل ہوگیا۔

بیعت اور اخوت کی حلاوت

1993ء میں مَیں انٹر کا طالبعلم تھا جب اچانک ابو عبود صاحب کی وفات کی خبر ملی۔ میں انہی ایام میں ابوعبود صاحب کے گھر گیا اور ان کے بیٹے عبدالقادر عودہ صاحب سے ملا، وہاں میری دیگر نوجوانوں کے ساتھ بھی ملاقات ہوئی۔ مجھے پتہ چلا کہ یہ نوجوان اکٹھے ہو کر دینی امور کے بارہ میں باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے وہیں پر بیعت فارم پر کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ اس وقت میری عمر 18 سال تھی۔

یہ شاید میری زندگی کے حسین ترین دن تھے۔ باہمی اخوت اور محبت کی لذت سے مجھے پہلی دفعہ آشنائی ہوئی تھی۔ اس وقت ہم تقریباً دس نوجوان تھے پھر اگلے پانچ سات سالوں کے درمیان ہماری تعداد تیس تک پہنچ گئی۔ ہمارا باہمی تعلق اور محبت اس حد تک مثالی تھی کہ بعض نوجوانوں نے اس غیر معمولی محبت کو ہی احمدیت کی صداقت کی دلیل سمجھتے ہوئے بیعت کی اور بعد میں باقی مسائل کے بارہ میں تحقیق کی۔

مخالفت اور تشدد کا سامنا

اس عرصہ میں مجھے اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور اہل خانہ کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مجھے اکثر والدہ صاحبہ سے ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ مار بھی کھانی پڑتی تھی کیونکہ ہمارے اس معاشرے میں کسی ایسی جماعت سے منسلک ہونا ناقابل قبول تھا جس کے حقیقی نام سے بھی اکثر لوگ ناواقف تھے اور جو اس کو ایک معیّن نام سے پکارتے تھے۔ انکے نزدیک یہ جماعت مسلمان تو کیا عیسائیت یا یہودیت سے بھی بدتر تھی۔

تعذیب کے باوجود ثبات کی توفیق

1994ء میں مَیں یونیورسٹی میں پہلے سال کا طالبعلم تھا جب ایک روز مجھے سی آئی ڈی کی ایک شاخ کی طرف سے بغرض تحقیق حاضر ہونے کا نوٹس ملا۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہی نوٹس ابو رأفت کے تمام بیٹوں یعنی محمد یونس، رأفت یونس اور ندیم یونس کو بھی موصول ہوا ہے۔ ہم حاضر ہوئے تو پہلے روز سے ہی تحقیق کا محور ایک تحریر تھی جس میں لکھا تھا کہ ہم آج سے جماعت احمدیہ سے علیحدگی کا اعلان کرتے ہیں۔ یہ تحریر ہمیں دے کر اس پر دستخط کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ ہمارا مشترکہ جواب یہی تھا کہ آپ نے جو کرنا ہے کرلیں ہم جماعت سے علیحدگی کا اعلان نہیں کر سکتے۔ مجھے آج بھی اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ اس وقت اتنی قوت اور جرأت کہاں سے آ گئی کہ ہم نے ایک سی آئی ڈی کی برانچ میں بیٹھ کر ان کے مطالبے کو جرأت سے ردّ کر دیا۔ یہ بات اس لئے بھی تقریباً ناممکن سی نظر آتی تھی کیونکہ سی آئی ڈی کی یہ برانچ بدترین شمار ہوتی تھی اور لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ اس میں جا کر کسی کو ’’نہ‘‘ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی۔

اس برانچ میں پہلے تو ہمیں ڈرایا دھمکایا گیا۔ پھر ہمیں اپنے مؤقف سے ہٹانے کے لئے ہر قسم کی تعذیب کا طریق اپنایا گیا۔ کبھی ہمیں تھپڑوں اور مکّوں سے مارا گیا تو کبھی لاتوں سے۔ کبھی ڈنڈے برسائے گئے تو کبھی بجلی کی تاروں کے ہنٹر سے ہمارے چہروں اور جسموں پر ظلم کی داستان لکھی گئی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ دوران تحقیق میری جیب سے سی آئی ڈی کے ممبر نے ایک کاغذ نکال کر پڑھا تو وہ حضرت خلیفہ رابعؒ کی خدمت میں دعائیہ خط تھا۔ اسے پڑھ کر تو وہ جیسے پاگل ہی ہو گیا۔ اس نے مجھے بے تحاشا مارتے ہوئے کہا کہ تم ایسے لوگوں کو خط کیونکر لکھ سکتے ہو؟ میں نے اس کے مارنے کے دوران ہی کہا کہ یہ شخص نہایت عظیم انسان ہے اس لئے اسے خط لکھنا بھی باعث عزّ و شرف ہے۔ یہ جواب سننا تھا کہ اس کا غصہ دو چند ہو گیا اور اس نے بجلی کی تاروں والا ہنٹر میرے جسم پر پوری قوت کے ساتھ برسایا لیکن مَیں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اس وقت خلیفۂ وقت کے مقام کی غیرت کے جذبہ سے اس قدر سرشار تھا کہ مجھے اس کے ہنٹر کی تکلیف کا کچھ احساس نہ ہوا۔

الغرض تین ماہ تک تذلیل وتحقیر اور تعذیب وتشدد کا شکار رہنے کے بعد ہماری رہائی کا فیصلہ ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ ہمارے جانے سے قبل اس برانچ کے تمام کارکن یہ دیکھنے کے لئے اکٹھے ہو گئے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں جنہیں باوجود بات نہ ماننے کے رہا کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا تھا بلکہ جو بھی اس برانچ میں آیا وہ بالآخر اس برانچ کے مطالبہ کو ماننے پر مجبور ہو گیا تھا۔

تائیدات اور افضال کا نزول

اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے خاص افضال، فتوحات اور تائیدات کا ہم پر بارش کی طرح نزول ہونے لگا۔ مثلاً یونیورسٹی میں پڑھائی کے دوران سپیشلائزیشن میں جانے کے لئے میرے سامنے ’’لاء‘‘ اور ’’اکاؤنٹینسی‘‘ کا شعبہ تھا اور ان میں سے کسی ایک کا انتخاب میرے لئے مشکل ہو رہا تھا۔ میں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ مَیں اکاؤنٹینسی کالج میں ہوں اور اس کے کمرۂ امتحان میں بیٹھا پیپر حل کر رہا ہوں۔ اس راہنمائی کے بعد میں نے اکاؤنٹینسی کالج میں داخلہ لے لیا اور عجیب بات یہ ہے کہ جب پہلے سال کے اختتام پر امتحانات ہوئے اور میں کمرۂ امتحان میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ بعینہٖ وہی کمرہ تھا جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا۔

پھر دوران امتحان بہت سے عجیب اور ناقابل یقین واقعات بھی رونما ہوئے۔ مثلاً یہ کہ پیپر سے قبل اکثر مجھے خواب میں اس پیپر میں آنے والے بعض سوالات اور ان کے جواب دکھائے جاتے اور جب میں پیپر دینے کیلئے بیٹھتا تو وہی سوال آتے جو ایک رات قبل خواب میں دیکھے ہوتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا خاص فضل شامل حال رہا تا آنکہ مَیں نے یونیورسٹی کی پڑھائی بغیر کسی مضمون میں فیل ہونے کے مکمل کر لی حالانکہ مَیں یونیورسٹی میں صرف امتحانات کے ایام میں ہی حاضر ہوتا تھا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ گھر کا خرچ مہیا کرنے کیلئے مجھے سارا سال کام کرنا پڑتا تھا۔

اعصاب شکن عرصہ راحت وسکون میں گزرا

پڑھائی مکمل کرنے کے بعد لازمی فوجی ٹریننگ والوں نے مجھے بلا لیا۔ ہمارے ملک میں یہ عرصہ زندگی کا مشکل ترین عرصہ شمار کیا جاتا ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ میری ڈیوٹی ایئر ڈیفنس کے شعبہ میں لگی جو سب سے مشکل شعبہ گنا جاتا تھا۔ پھر اس فوجی ٹریننگ میں ابتدائی ٹریننگ کا عرصہ اس حد تک اعصاب شکن اور تھکا دینے والا ہوتا تھا کہ کئی نوجوان ٹریننگ کے دوران ہی سونے لگتے تھے۔

اس ٹریننگ کے دوران ایک روز ایک فوجی آیا اور کمپیوٹر جاننے والے نوجوانوں کے بارہ میں پوچھا۔ چونکہ عربی زبان میں کمپیوٹر کو حاسوب اور اکاؤنٹینسی کو محاسبہ کہا جاتا ہے اس لئے میں بھی ان چھ سات نوجوانوں میں شامل ہو گیا کہ شاید آنے والے فوجی کو غلطی لگی ہو۔ اور بالآخر اگر اکاؤنٹینسی جاننے والوں کی ضرورت نہ بھی ہوئی تب بھی کچھ دیر کے لئے تو ٹریننگ سے نجات مل جائے گی۔

ہمیں ایک بریگیڈیئر کے پاس لے جایا گیا۔

وہاں جا کر معلوم ہوا کہ میرا اندازہ ٹھیک تھا کیونکہ بریگیڈیئر صاحب نے اکاؤنٹینسی جاننے والوں کو بلایا تھا اور فوجی غلطی سے کمپیوٹر کے ماہرین کو لے آیا تھا۔ چنانچہ میرے علاوہ سب کو بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد بریگیڈیئر صاحب نے اپنا ایک پرائیویٹ کام میرے سپرد کیا۔ دراصل اس بریگیڈیئر کی بیوی ایک سکول میں پڑھاتی تھی اور امتحانات کے بعد اسے بہت سے پیپرز مارکنگ کے لئے بھجوائے گئے تھے۔ بریگیڈیئر صاحب نے یہ کام میرے سپرد کرتے ہوئے مجھے ایک علیحدہ کمرہ دے دیا اور اس دوران مجھے اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو اس کے لئے کمرے کے دروازہ پر ایک خادم بٹھا دیا گیا۔ میں نے نہایت تسلی کے ساتھ پیپرز کی مارکنگ کی اور یوں اس ابتدائی اور مشکل ترین ٹریننگ کا عرصہ نہایت راحت وسکون کے ساتھ گزر گیا۔ (باقی آئندہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 22 را پریل 2016)

اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو سَیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کیے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رُو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ مَیں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 25 رمارچ 2016 بطرز سوال و جواب
بمطابق منظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 رمارچ کے دن کی کیا اہمیت بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: یہ دن جماعت احمدیہ میں بڑا اہم دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے جو امت محمدیہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دَور کا آغاز ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اُس دن مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے اعلان کی اجازت دی جنہوں نے جہاں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے براہین و دلائل پیش کرنے تھے وہاں دین اسلام کی برتری تمام ادیان پر کامل اور مکمل دین ثابت کرتے ہوئے ثابت کرنی تھی اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے دلوں کو بھرنا تھا۔ جماعت میں اس دن کی اہمیت کے مدّنظر یوم مسیح موعود کے جلسے بھی ہوتے ہیں اور آج سے دو دن پہلے بھی بہت سے جلسے ہوئے جن میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد اور آپ کی جماعت کے قیام اور اس دن کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی وہاں افرادِ جماعت نے شکر بھی ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانتے ہوئے آنے والے مسیح موعود کو اور مہدی معہود کو ماننے اور اسے سلام پہنچانے کی توفیق بخشی۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاکر ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ہماری ذمہ داریاں ان کاموں کو آگے چلانا ہے جن کی ادائیگی کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ تبھی ہم ان لوگوں میں شمار ہو سکتے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر نئی زمین اور نیا آسمان بنانے والوں میں شامل ہونا تھا۔ پس ان ذمہ داریوں کو سمجھنے کیلئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی دیکھنا ہوگا کہ آپ کی بعثت کے مقاصد کیا تھے اور ہم نے ان کو کس حد تک سمجھا ہے اور اپنے پر لاگو کیا ہے۔ اور ان کو آگے پھیلانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے یا کردار ادا کر رہے ہیں۔

سوال: وہ کام جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا وہ کیا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا (حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ) ’’وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دور کرکے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور‘‘ دوسری بات کہ ’’سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کرکے صلح کی بنیاد ڈالوں اور‘‘۔ پھر یہ کہ ’’دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ چوتھی بات یہ ’’اور روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں اور‘‘ پھر یہ کہ ’’خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ، نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک شرک کی آمیزش سے خالی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوّت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے‘‘۔

سوال: اسلام کی خوبصورتی اور اسکی زندگی کے اظہار کیلئے حضور انور نے ہمارا سب سے بڑا فرض کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمارا پہلا فرض اور سب سے بڑا فرض جو ہمارا بنتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھیں اور اسے مضبوط کریں۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے دین سے تعلق اور محبت اور اخلاص میں بڑھیں۔ دنیا کو بتائیں کہ مسیح موعود کی آمد کے ساتھ مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اب دنیا کو امّت واحدہ بنانے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ غلامِ صادق ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کے لباس میں بھیجا۔ آپ کے مشن کے مطابق اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اس کی سچائی ہم نے دنیا پر واضح کرنی ہے اور اس کیلئے ہمیں اپنے عملوں کو بھی نمونہ بنانا ہوگا۔ روحانیت میں بڑھنے کے نمونے بھی ہمیں قائم کرنے ہوں گے۔ اپنی نفسانی خواہشات کو دور کرنا ہوگا۔ دنیا کو دکھانا ہوگا کہ وہ خدا آج بھی اُسی طرح دعاؤں کو سنتا ہے اور اپنے خالص بندوں کو، اپنے فرستادوں کو جواب بھی دیتا ہے جس طرح پہلے دیتا تھا۔ اپنے خالص بندوں کے دلوں کی تسلی کے سامان بھی کرتا ہے۔ دنیا کو ہم نے بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد و یگانہ ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آنے کی کیا غرض بیان فرمائی ہے؟

جواب: حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچاوے کہ تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ہے۔ میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں اور عیسائیوں کیلئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں۔

سوال: جو لوگ اسلام کے مخالفین کا جواب تلوار سے دینا چاہتے ہیں انہیں حضورؑ نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور علیہ السلام نے فرمایا: الغرض ایسی صورت میں کہ مخالفین قلم سے ہم پر وار کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں کس قدر بے وقوفی ہوگی کہ ہم ان سے لٹھم لٹھا ہونے کو تیار ہو جائیں۔ مَیں تمہیں کھول کر بتلاتا ہوں کہ ایسی صورت میں اگر کوئی اسلام کا نام لے کر جنگ وجدال کا طریق جواب میں اختیار کرے تو وہ اسلام کو بدنام کرنے والا ہوگا اور اسلام کا کبھی ایسا منشاء نہ تھا کہ بے مطلب اور بلاضرورت تلوار اٹھائی جائے۔

سوال: اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے ردّ کیلئے حضورؑ نے کس امر کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی؟

جواب: حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس لئے ضرورت ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل اور دماغ سے کام لیں اور نفوس کا تزکیہ کریں۔ راستبازی اور تقویٰ سے خدا تعالیٰ سے امداد اور فتح چاہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک اٹل قانون اور مستحکم اصول ہے اور اگر مسلمان صرف قیل وقال اور باتوں سے مقابلہ میں کامیابی اور فتح پانا چاہیں تو یہ ممکن نہیں۔

سوال: حضور انور نے گزشتہ دنوں بیلجیئم میں ہونے والے معصوموں کے قتل کے ضمن میں کن خیالات کا اظہار فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: گزشتہ دنوں میں بیلجیم میں جو معصوموں کا قتل ہوا ہے، یہ دہشت گردی جو ہوئی ہے جس سے درجنوں معصوم قتل ہوئے ہیں اور سینکڑوں زخمی بھی ہوئے ہیں یہ کبھی بھی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ اور اس زمانے میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھل کر بتا دیا ہے کہ اب دین کے لئے جنگ و جدل حرام ہے، یہ حرکتیں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بن رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین کے نام پر ظلم کرنے والوں یا مسلمان ہوتے ہوئے ظلم کرنے والوں کو عقل دے چاہے وہ حکومتیں ہیں یا گروہ ہیں کہ وہ زمانے کے امام کی آواز کو سنیں اور ظلموں سے باز آئیں اور اس حقیقی ہتھیار کو استعمال کریں جو اس زمانے میں مسیح موعود کو عطا فرمایا ہے۔

سوال: اس زمانے میں تلوار کے مقابلہ پر قلم کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آنے کی کیا غرض بیان فرمائی؟

جواب: حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو سَیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کیے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رُو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ مَیں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔

سوال: اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی نور دکھانے کیلئے آپؑ (حضرت مسیح موعود) کو بھیجا ہے، حضورؑ نے عیسائیت کے عقائد کا کیا ردّ بیان فرمایا؟

جواب: حضورؑ نے فرمایا: حقیقت وہی ہے جو اسلام لے کر آیا اور خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا کہ میں اس نور کو جو اسلام میں ملتا ہے اُن کو جو حقیقت کے جُویاں ہوں دکھاؤں۔ خدا کیلئے بیٹا تجویز کرنا گویا خدا تعالیٰ کی موت کا یقین کرنا ہے کیونکہ بیٹا تو اس لئے ہوتا ہے کہ وہ یادگار ہو۔ اب اگر مسیح خدا کا بیٹا ہے تو سوال ہوگا کہ کیا خدا کو مرنا ہے؟ مختصر یہ ہے کہ عیسائیوں نے اپنے عقائد میں نہ خدا کی عظمت کا لحاظ رکھا اور نہ قوائے انسانی کی قدر کی ہے اور ایسی باتوں کو مان رکھا ہے کہ جن کے ساتھ آسمانی روشنی کی تائید نہیں ہے۔ ایک بھی عیسائی ایسا نظر نہ آیا جو خوارق دکھا سکے اور اپنے ایمان کو ان نشانات سے ثابت کر سکے جو مومنوں کے ہوتے ہیں۔ یہ فضیلت اور فخر اسلام ہی کو ہے کہ ہر زمانہ میں تائیدی نشان اُس کے ساتھ ہوتے ہیں اور اِس زمانے کو بھی خدا نے محروم نہیں رکھا۔

سوال: وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ وہی مسیح دوبارہ اس دنیا میں آئے گا جو آج سے دو ہزار سال قبل بنی اسرائیل میں آیا تھا، ان لوگوں کے اس عقیدہ کو حضورؑ نے کس طرح ردّ فرمایا؟

جواب: حضورؑ نے فرمایا: اس وقت مسیح کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟ ’’اگر دوسری وجوہ اور ضروریات کو چھوڑ دیا جاوے تو سلسلہ مماثلت موسوی کے لحاظ سے بھی سخت ضرورت ہے‘‘۔ (باقی ضرورتیں چھوڑو لیکن جو مماثلت حضرت موسیٰ کی امّت کے ساتھ امّت مسلمہ کو ہے اس لحاظ سے بھی ضرورت ہے۔) ’’اس لئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے۔ غرض مَیں تو بروز کی ایک نظیر پیش کرتا ہوں لیکن جو یہ کہتے ہیں کہ نہیں خود حضرت مسیح ہی دوبارہ آئیں گے انہیں بھی تو کوئی نظیر پیش کرنی چاہئے۔ اور اگر وہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر کیوں ایسی بات کرتے ہیں جو مُحدثات میں داخل ہے۔

سوال: حضور علیہ السلام نے یہودیوں پر غضب الٰہی نازل ہونے کی کیا وجہ بیان فرمائی؟

جواب: حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہودیوں پر غضب الٰہی اسی وجہ سے نازل ہوا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے ایک رسول کا انکار کر دیا اور اس انکار کے لئے ان کو یہ مصیبت پیش آئی کہ انہوں نے استعارہ کو حقیقت پر حمل کیا۔‘‘ (یعنی ایک اشارہ کی بات تھی، استعارہ کی بات تھی اس کو وہ سمجھے کہ حقیقتاً اسی طرح ہی ہونا ہے۔) ’’اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مغضوب قوم ٹھہر گئی۔

سوال: مسلمان کس طرح یہود کے نقش قدم پر چلے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ضمن میں کیا حقائق پیش فرمائے؟

جواب: حضور علیہ السلام نے فرمایا: مجھے مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ ان کے سامنے یہودیوں کی ایک نظیر پہلے سے موجود ہے اور پانچ وقت یہ اپنی نمازوں میں غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ کی دعا کرتے ہیں اور یہ بھی بالاتفاق مانتے ہیں کہ اس سے مراد یہود ہیں۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس راہ کو یہ کیوں اختیار کرتے ہیں۔ ایک ہی رنگ کا مقدمہ جب کہ ایک پیغمبر کے حضور فیصلہ ہو چکا ہے، اب اس فیصلہ کے خلاف مسیح کو خود آسمان سے یہ کیوں اتارتے ہیں؟ آپ ہی

باقی صفحہ 18 پر ملاحظہ فرمائیں

● میرا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک دنیا اپنے خالق کو نہیں پہچانتی اور اسے تمام جہانوں کا رب تسلیم نہیں کرتی حقیقی انصاف غالب نہیں آسکتا نہ صرف یہ کہ حقیقی انصاف غالب نہیں آئے گا بلکہ دنیا ایک نہایت ہی خوفناک اور تباہ کن نیوکلیئر جنگ کا سامنا کرے گی جس کے نتائج ہماری مستقبل کی نسلوں کو دیکھنے پڑیں گے

- بعض لوگ اسلام کو ایک شدّت پسند مذہب سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اسلام خودکش حملوں کی یا دہشت گردی کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن درحقیقت اِس میں کوئی سچائی نہیں ٭
- آج کے دور کی جنگیں اسلامی یا مذہبی جنگیں نہیں ہیں بلکہ یہ جنگیں معاشی یا سیاسی فوائد حاصل کرنے کی نیت سے لڑی جارہی ہیں۔ اور اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہی ہیں ٭
- سچے اور حقیقی اسلام سے کسی قسم کا خوف کھانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اسلام کی حقیقی تعلیمات امن کے قیام، برداشت اور ایک دوسرے کی عزت کرنے کی ترغیب دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔ اسلامی تعلیمات انسانی اقدار کو قائم کرتی ہیں اور تمام انسانوں کی عزت، وقار، اور آزادی کی علمبردار ہیں ٭
- اسلامی عقائد مذہبی آزادی اور آزادئ ضمیر کے علمبردار ہیں۔ اسلام میں ہر فرد کو نہ صرف اپنی مرضی کا مذہب اختیار کرنے کی اجازت ہے بلکہ اس مذہب کی تبلیغ کرنے کی بھی کھلی اجازت ہے ٭
- ہر شخص چاہے وہ مذہبی رجحان رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اسے اسلام قبول کرنے کی آزادی ہے۔ لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ اس کا اسلام قبول کرنا اس کی اپنی مرضی سے ہو اور وہ یہ فیصلہ بغیر کسی دباؤ کے کرے۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی مسلمان اسلام کو چھوڑنا چاہے تو قرآنی تعلیمات کے مطابق ایسے آدمی یا عورت کو اسلام کو چھوڑنے کا بھی حق حاصل ہے ٭
- یہ بات کہ اسلام میں مرتد ہونے کی سزا ہے ایک غلط اور بے بنیاد الزام ہے ٭
- اس میں کوئی شک نہیں کہ میڈیا لوگوں کی عمومی رائے قائم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے میڈیا کو اپنی اس طاقت کا استعمال ذمہ داری کے ساتھ بھلائی اور امن کے قیام کے لئے کرنا چاہئے ٭
- ہم دیکھتے ہیں کہ ہر قسم کے ظلم و ستم اور جنگیں جن میں مسلمان ملوّث ہوں ان کو فوراً اسلامی تعلیمات سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ جبکہ ان لوگوں اور جماعتوں کی آوازیں جو اسلام کی سچی اور امن پسند تعلیمات کو پھیلانے کی جدوجہد کررہی ہیں ان کی آواز کو یا تو سنا ہی نہیں جاتا اور پھر نہ ہی ان کی کوئی وسیع پیمانے پر مناسب تشہیر کی جاتی ہے۔ میرے نزدیک یہ بات نہایت غیر منصفانہ اور منفی نتائج کی حامل ہے ٭
- عالمی سیاست میں دہشت گردی کو شکست دینے کیلئے ضروری ہے کہ امن کا قیام ہمارا انتہائی مقصد ہو اور اس کے لئے سب لوگوں کا اتفاق ضروری ہے ٭

جماعتِ احمدیہ برطانیہ کی تیرھویں سالانہ امن کانفرنس میں
سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب

تقریب میں ممبرانِ پارلیمنٹ، وزرائے مملکت، مختلف ممالک کے سفارتکار، سرکاری عہدیداران، میئرز و دیگر معززین کی شرکت

(رپورٹ: حافظ محمّد ظفر اللہ عاجز)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام 19ر مارچ 2016ء کی شام مسجد بیت الفتوح میں تیرھویں سالانہ امن کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اس تقریب میں سیکرٹریانِ سٹیٹ، ممبرانِ پارلیمنٹ، وزرائے مملکت، تیس سے زائد ممالک کے سفارتکاروں، جرنلسٹس، مختلف شعبہ ہائے تعلیم کے ماہرین اور مفکرین، سرکاری عہدیداران، میئرز و مختلف مذاہب، چیریٹیز اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احمدی، غیر احمدی و غیر مسلم معزز خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ مسجد تشریف لانے والے مہمان آمد پر رجسٹریشن کے بعد کانفرنس ہال میں تشریف لاتے اس موقع پر بعض مہمانوں کو مسجد بیت الفتوح کے مختلف حصوں کا تعارفی دورہ بھی کروایا گیا۔

حضورِ انور نے طاہر ہال مسجد بیت الفتوح میں تقریب کے آغاز سے قبل بعض معززین کو الگ سے شرفِ ملاقات بخشا اور سات بجکر پچیس منٹ پر طاہر ہال میں رونق افروز ہوئے۔ حضورِ انور کے ہال میں تشریف لانے پر حاضرین نے کھڑے ہوکر حضورِ انور کا استقبال کیا۔ اس تقریب میں ماڈریٹر کی خدمات محترم فرید احمد صاحب سیکرٹری امورِ خارجہ جماعت احمدیہ انگلستان نے سرانجام دیں۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ نصر احمد ارشد صاحب طالبعلم جامعہ احمدیہ انگلستان نے سورۃ المائدہ کی آیات 8 تا 10 کی تلاوت کی جن کا انگریزی ترجمہ احمد نور الدین جہانگیر خان صاحب طالب علم جامعہ احمدیہ انگلستان نے پیش کیا۔

اس کے بعد محترم رفیق حیات خان صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے ایک مختصر تعارفی تقریر میں تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے بتایا کہ دنیا میں امنِ عامہ کی بگڑتی ہوئی صورتحال اور ان خراب سے خراب تر ہونے والے حالات کو بہتر بنانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز متعدد ممالک میں اسلامی راہنما اصولوں پر مبنی تقاریر و لیکچرز فرما چکے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ 107 سال سے بدستور جماعتِ احمدیہ خلافتِ احمدیہ کی سرکردگی میں امن اور محبت اور بھائی چارہ کے پیغام کو دنیا میں نہ صرف پھیلا رہی ہے بلکہ اس کی عملی تصویر بھی دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ حضورِ انور کی ہدایات کی روشنی میں انگلستان کے پچاس لاکھ کے قریب گھروں

میں جماعتِ احمدیہ مسلمہ کا امن کا پیغام پہنچایا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ امسال اس امن کانفرنس کا عنوان Justice is the Foundation for Lasting Peace ہے۔

اسکے بعد مکرم فرید احمد صاحب سیکرٹری امورِ خارجہ جماعت احمدیہ برطانیہ نے ویٹیکن (Vatican) سے تعلق رکھنے والے پونٹیفکل کاؤنسل فار جسٹس اینڈ پیس (Pontifical Council for Justice and Peace) کے صدر H.Em. Card. Peter Kodwo Appiah Turkson کے پیغام سے کچھ حصہ پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے جماعتِ احمدیہ مسلمہ کی بین المذاہب ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے کی جانے والی کوششوں کو سراہتے ہوئے انہیں مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے اپنے پیغام میں کہا کہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے جماعتِ احمدیہ بہت عمدہ خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ اور پوپ فرانسس کی دی ہوئی اجازت سے مَیں آپ لوگوں کی ان کاوشوں کو سراہتا اور ان کی پُرزور تائید کرتا ہوں۔

اس کے بعد لندن کے علاقہ مچم اور مورڈن (Mitcham & Morden) سے منتخب ہونے والی ممبر آف پارلیمنٹ شیوون مکڈونہ (Siobhan McDonagh) اسٹیج پر تشریف لائیں۔ شیوون برطانوی ایوانِ زیریں میں قائم آل پارٹی پارلیمنٹری گروپ فار دی احمدیہ مسلم کمیونٹی کی چیئر پرسن ہیں۔ شیوون نے حال ہی میں پارلیمنٹ میں ’پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال‘ کے عنوان پر ایک تفصیلی نشست کروائی ہے۔

موصوفہ نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہتے ہوئے آپ کو دنیا میں امن کے قیام کیلئے ایک مضبوط شخصیت قرار دیا۔ موصوفہ نے کہا کہ انکی خوش نصیبی ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی مرکزی مسجد مرٹن کاؤنسل (Borough of Merton) میں واقع ہے۔ موصوفہ نے جماعتِ احمدیہ کی خدماتِ انسانیت اور قیامِ امن کے لئے کی جانے والی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی بھرپور تائید کی۔

شیوون نے اپنی تقریر میں فروری 2016ء میں وفات پا جانے والے لارڈ ایوبری (Lord Eric Avebury) کا ذکر کرتے ہوئے ان کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ لارڈ ایوبری نے اپنی زندگی دنیا میں قیامِ امن اور اقلیتوں کے مذہبی و انسانی حقوق کی حفاظت کیلئے وقف کر رکھی تھی۔ لارڈ ایوبری 2009ء میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے جاری کئے جانے والے Ahmadiyya Prize for Advancement of Peace کے حقدار قرار پائے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے کاؤنسلر میکسی مارٹن (Councillor Maxi Martin) کے بیماری کی وجہ سے اس کانفرنس میں شامل نہ ہوسکنے پر حاضرین کو ان کیلئے دعا کیلئے کہا۔

اس کے بعد رچمنڈ پارک (Richmond Park) سے منتخب ہونے والے ممبر پارلیمنٹ زیک گولڈسمتھ (Frank Zacharias Robin Goldsmith) اسٹیج پر تشریف لائے۔ موصوف برطانیہ کی conservative پارٹی کے ممبر ہیں۔ آپ پیشہ کے لحاظ سے ایک صحافی ہیں۔ اور 2016ء کے دوران ہونے والے انتخابات میں میئر آف لندن کے لئے امیدوار ہیں۔

Zac Goldsmith نے اس کانفرنس پر مدعو کرنے پر حضورِ انور کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں ذکر کیا کہ جماعتِ احمدیہ ایک بہت ہی متأثر کرنے والی جماعت ہے۔ مسجد بیت الفتوح میں لگنے والی آگ کے بعد بھی آپ لوگوں کے حوصلے بلند تھے۔ آپ لوگ کبھی برٹش لیجنز کے لئے poppies فروخت کرتے نظر آتے ہیں اور کہیں آپ حکومتی ایوانوں میں شدّت پسندی کے سدِّ باب کے لئے کوششیں کرتے دکھائی دیتے ہیں اور کبھی آپ کی طرف سے لندن کی بسوں پر یہ پیغام لکھا دکھائی دیتا ہے 'United against extremism'۔ آپ کا ماٹو love for all, hatred for none تو پورے گریٹر لندن کا ماٹو ہونا چاہئے۔

بعد ازاں لارڈ طارق احمد بی ٹی آف ومبلڈن تھے جن کو پہلے مسلمان Lord in waiting to her Majesty the Queen ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اور سال 2014-15 میں آپ گورنمنٹ منسٹر فار کمیونٹیز رہے ہیں۔ اور اس وقت آپ گورنمنٹ منسٹر برائے Countering Extremism اور منسٹر برائے ٹرانسپورٹ کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اسٹیج پر تشریف لائے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں بطور منسٹر فار کاؤنٹرنگ ایکسٹریمزم یہ کہنا چاہتا ہوں کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی شدّت پسندی سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مثال کے طور پر ہے کیونکہ یہ جماعت اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پانے والی خلافت کی سربراہی میں نہ صرف اپنی باتوں یا تقریروں سے بلکہ اپنے عملی نمونہ سے ایک ماڈل پیش کرتی ہے کہ شدّت پسندی کا سدِّ باب کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کاوشیں صرف مقامی طور پر ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے متعدد ممالک کے شاہی ایوانوں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آپ کے الفاظ اپنے اندر ایک خاص اثر رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب یہاں بہت کچھ سیکھنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں اور ہم سب حضرت امیر المومنین ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے منتظر ہیں۔

آخری مہمان مقرر کی تقریر سے قبل ماڈریٹر صاحب امورِ خارجہ نے بعض مہمانوں کا تعارف کروایا جو آج کی اس تقریب میں موجود تھے۔ ان میں مرٹن کاؤنسل کے لیڈر Stephet Alambritis، یوروپین پارلیمنٹ کی ممبر Jean Lambert، منسٹر فار پبلک ہیلتھ Jane Ellison، ممبر آف یوروپین پارلیمنٹ Julie Ward، سابقہ اٹارنی جنرل Rt. Hon. Dominic Grieve، Stephen Hammond، Baroness Shas Sheehan و دیگر معززین شامل تھے۔

اسکے بعد Rt. Hon. Justine Greening ممبر آف پارلیمنٹ و انٹرنیشنل سیکرٹری فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ تقریر کے لئے تشریف لائیں۔ انہوں نے ذکر کیا کہ آج کی دنیا میں ایک سو پچیس ملین لوگ ایسے ہیں جن کا محض زندہ رہنے کے لئے امدادی ساز و سامان پر انحصار ہے۔ یہ لوگ گویا کہ ایک ملک کی آبادی کے برابر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یو کے دنیا بھر میں موجود غرباء کے لئے بہت کام کرتا ہے۔ میں نے یو کے گورنمنٹ اس لیے نہیں کہا کیونکہ ہم یہ کام اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک ہمیں یو کے کے لوگ اور یہاں پر قائم مختلف خیراتی ادارہ جات (Charities) سپورٹ نہ کریں۔ انہوں نے اس ضمن میں خاص طور پر ہیومینیٹی فرسٹ اور مجلس خدام الاحمدیہ یو کے کا نام لے کر ان کی خدمات کو سراہا اور شکریہ ادا کیا۔

خطاب سیّدنا حضرت امیر المومنین

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس کے بعد امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ڈائس پر تشریف لائے اور اس موقع پر اپنے صدارتی خطاب کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اس کے انگریزی ترجمہ کے ساتھ فرمایا۔

حضورِ انور نے حاضرین کو السلام علیکم کا تحفہ پیش فرمایا اور تہہِ دِل سے تمام معزز مہمانوں کی تشریف آوری کا شکریہ ادا فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ موجودہ حالات میں آپ کا یہاں آکر اس کانفرنس میں شمولیت اختیار کرنا خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کیونکہ آجکل مختلف دہشت گرد گروہ اسلام کے نام پر انتہائی تکلیف دہ کام کر کے اسلام کے خوبصورت نام کو بدنام کر رہے ہیں۔ حضورِ انور نے نومبر 2015ء میں ہونے والے حملہ پیرس اور دیگر ممالک میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کا ذکر کر کے فرمایا کہ برطانیہ میں پولیس کے اسسٹنٹ کمشنر نے ایک حالیہ بیان میں متنبہ کیا ہے کہ داعش یہاں برطانیہ میں بھی خوفناک حملے کرنے کی منصوبہ بندی کر رہی تھی جس میں اہم مراکز اور پبلک مقامات کو نشانہ بنانے کی سازش تھی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ گزشتہ سال کے دوران یورپ میں اچانک بڑی تعداد میں مہاجرین کی آمد ہوئی ہے جس سے یہاں کے بہت سے باشندے خوف و ہراس، تذبذب اور سراسیمگی کے جذبات محسوس کر رہے ہیں۔ ایسے حالات میں آپ لوگوں کا جو مسلمان نہیں مسلمانوں کی طرف سے منعقد کی جانے والی اس تقریب میں شامل ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ جرأتمند، روادار اور کھلا دل رکھنے والے لوگ ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اسلام کی سچی تعلیمات سے کسی کو ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ بعض لوگ اسلام کو ایک شدّت پسند مذہب سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اسلام خودکش حملوں کی یا دہشت گردی کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن درحقیقت اِس میں کوئی سچائی نہیں۔ حال ہی میں ایک ناموَر کالم نگار نے ایک اخبار میں اسلاموفوبیا (اسلام سے خوف) کے بڑھتے ہوئے رجحان پر ایک آرٹیکل لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ خودکش حملوں پر ایک بہت لمبی تحقیق کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ پہلا خودکش حملہ 1980ء کی دہائی میں ہوا۔ جبکہ اسلام کو آئے ہوئے تیرہ سو برس گزر چکے تھے۔ انہوں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اسلام میں اگر خودکش حملے

کلام الامام

”خدا تعالیٰ کبھی اس شخص کو جو محض اسی کا ہو جاتا ہے ضائع نہیں کرتا بلکہ وہ خود اس کا متکفل ہو جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 595)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

کلام الامام

”سچا ایمان وہی ہے جو دل میں داخل ہو اور اس کے اعمال کو اپنے اثر سے رنگین کر دے۔“

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 594)

طالبِ دُعا: الہ دین فیملیز، انکے بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

جائز ہوتے تو یہ حرکات تیرہ سو سال پہلے ہی شروع ہو جاتیں اور اسلامی تاریخ میں ہمیں ضرور ایسے واقعات نظر آتے رہتے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ ان کی یہ دلیل بہت معقول ہے اور بہت مناسب انداز میں اسے پیش کیا گیا ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ خودکش حملے اس زمانہ میں ایجاد کی جانے والی ایک برائی ہے اور اِن کا اسلام کی حقیقی اور پُرامن تعلیم سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ اسلام ہر قسم کی خودکشی سے واضح طور پر منع کرتا ہے۔ اسلئے کسی بھی خودکش حملے یا دہشت گردی کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اِس قسم کے حملوں کے نتیجہ میں بِلاتفریق معصوم عورتوں، بچوں اور نہتے عوام کو ظالمانہ طریق پر موت کے گھاٹ اُتار دیا جاتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ حال ہی میں رائس یونیورسٹی ہیوسٹن ٹیکساس (Rice University Houston Texas) کے پروفیسر ڈاکٹر کونسڈائن (Dr. Craig Considine) نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں یہ ثابت کیا ہے کہ نام نہاد اسلامک اسٹیٹ (داعش) کی طرف سے عیسائیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا جواز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و تحریرات سے کسی صورت حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسلامی معاشرہ کا تصور پیش کیا تھا اس کی بنیاد تمام مذاہب کے مابین رواداری اور شہریوں کے حقوق کے تحفظ پر رکھی گئی تھی۔ چنانچہ یہ واضح ہو جانا چاہیے کہ یہ شدت پسندوں کی کارروائیاں اسلامی اصول کے سراسر خلاف ہیں۔ اسلام نے اگر کبھی جنگ کی اجازت بھی دی ہے تو اپنے دفاع کے لئے دی ہے، ایسی صورت میں جبکہ آپ پر جنگ مسلط کی جا رہی ہو۔ مثلاً قرآنِ کریم کی سورت الحج کی آیت 40 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جن سے (بلاوجہ) جنگ کی جا رہی ہے ان کو بھی (جنگ کرنے کی) اجازت دی جاتی ہے۔ اور اسی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مذہب کی خاطر لڑی جانے والی جنگوں میں اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا جو مظلوم ہوں گے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ابتدائے اسلام میں جو جنگیں لڑی گئیں وہ خالص مذہبی جنگیں تھیں جو کہ مذہب کی آزادی کو قائم کرنے کے لئے لڑی گئیں۔ چنانچہ تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نیت سے لڑی جانے والی جنگوں میں جہاں دشمن مکمل طور پر مسلح اور مسلمانوں سے تعداد میں کئی گنا زیادہ تعداد میں ہوتا تھا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تعداد میں کم ہونے اور پوری طرح مسلح نہ ہونے کے باوجود فتح سے نوازتا رہا۔

حضور انور نے فرمایا کہ بطور ایک مسلمان کے اگر مَیں آج کے دَور میں لڑی جانے والی مسلمانوں کی جنگوں کا تجزیہ کروں تو مَیں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ جنگیں مذہبی جنگیں نہیں۔ اس کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ ان میں سے زیادہ تر جنگیں یا تو ممالک کے اندرونی ہنگاموں کی وجہ سے ہوئیں یا ہمسایہ مسلمان ممالک سے لڑی گئیں۔ اور جو جنگیں غیر مسلم ممالک سے بھی ہوئیں ان کو مذہبی جنگیں قرار نہیں دیا گیا۔ اور دونوں فریقوں میں مسلمان فوجی لڑتے رہے۔ یہ بات واضح رہے کہ آج کے دور کی جنگیں اسلامی یا مذہبی جنگیں نہیں ہیں بلکہ یہ جنگیں معاشی یا سیاسی فوائد حاصل کرنے کی نیت سے لڑی جا رہی ہیں۔ اور اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو کچھ ابھی تک میں نے کہا ہے اس سے آپ پر یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ سچے اور حقیقی اسلام سے کسی قسم کا خوف کھانے کی ضرورت نہیں، اسلام شدّت پسندی، خودکش حملوں اور بے دریغ قتلِ عام کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔ اسلاموفوبیا کا کوئی جواز نہیں بنتا کیونکہ اسلام کی حقیقی تعلیمات امن کے قیام، برداشت اور ایک دوسرے کی عزت کرنے کی ترغیب دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔ اسلامی تعلیمات انسانی اقدار کو قائم کرتی ہیں اور تمام انسانوں کی عزت، وقار، اور آزادی کی علمبردار ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ان تمام باتوں کے باوجود ہم سب یہ بھی جانتے ہیں کہ بعض شدّت پسند اور ظالم لوگ اسی خوبصورت اسلام کے نام پر نہایت ظالمانہ کارروائیاں بھی کر رہے ہیں۔ بہر صورت جو آیت میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہے اس بات کو اچھی طرح واضح کر دیتی ہے کہ خواہ کیسے ہی حالات درپیش ہوں اسلام ایسی حرکتوں کی کسی صورت اجازت نہیں دیتا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ایک اور چیز جو مجھے مسلمان ہونے کے ناطے جنگوں کی طرف راغب ہونے کی بجائے تمام انسانوں سے محبت کرنے پر مجبور کرتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآنِ کریم کے بالکل شروع میں، دوسری ہی آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو 'ربُّ العالمین' فرماتا ہے۔ اور تیسری آیت میں فرماتا ہے کہ وہ 'بے حد کرم کرنے والا، بار بار رحم کرنے والا' ہے۔ چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو تمام انسانوں کا ربّ فرماتا ہے اور بے حد کرم کرنے والا، بار بار رحم کرنے والا فرماتا ہے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ ان لوگوں کو جو اس پر ایمان لے آئے ہیں کہے کہ وہ اس کی مخلوق کو ظالمانہ طور پر قتل کریں اور ان کو کسی بھی طرح کی تکالیف میں ڈالیں؟ لازماً اس سوال کا جواب یہی ہوگا کہ ایسا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اِس کے برعکس یہ بات بالکل درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظلم، غیر انسانی حرکات اور ناانصافی کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ایک مسلمان کو ظالم کے ہاتھ کو ظلم سے روکنے، ناانصافی کی تمام اقسام کو اور ہر قسم کی زیادتی کو معاشرے سے ختم کرنے کی کوشش کرنے کی ہدایت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق یہ کام دو طرح سے کیا جا سکتا ہے۔ اوّل یہ طریق ہے کہ باہمی گفت و شنید اور معاملہ فہمی کے ساتھ معاملات کو طے کیا جائے۔ اور یہ پسندیدہ طریق ہے۔ لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تب دوسرا طریق اختیار کرنے کا حکم ہے کہ طاقت سے ظلم کو روکو تا کہ معاشرہ میں دیرپا امن کا قیام ممکن ہو سکے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ مذہب کے علاوہ دیگر دائروں میں بھی بعض قواعد وضوابط ہوتے ہیں، اور ان کی خلاف ورزی پر سزا دی جاتی ہے۔ اگر اصلاح بغیر سزا دیے ممکن ہو یا معمولی سزا دینے سے ہو سکتی ہو تو یہ سب سے بہتر ہے۔ لیکن اگر اصلاح کے لئے سخت سزا دینا ضروری ہو جائے تو معاشرے کی بہتری اور دوسروں کی عبرت کے لئے وہ سزا دی جاتی ہے۔ اب اس بات کو مذہبی تناظر میں دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اسلامی تعلیمات میں جرم کی سزا بدلہ لینے کے لئے یا محض تکلیف پہنچانے کے لئے نہیں دی جاتی۔ بلکہ اس کا مقصد ظلم کو ختم کرنا اور مثبت انداز میں لوگوں کی اصلاح کرنا ہے۔ قرآن کریم کے مطابق اگر کسی فردِ واحد یا گروہ کی اصلاح معاف کرنے یا رحم سے کام لینے سے ہو سکتی ہو تو یہی طریق اختیار کرنا چاہیے۔ لیکن اگر عفو و درگذر سے اصلاح کا مقصد حاصل نہ ہو سکتا ہو تو پھر معاشرے کی اصلاح اور بہتری کے لئے سزا نافذ ہونی چاہیے۔ اس لئے اسلام میں سزا کا تصوّر ایک منفرد اور دُور اندیش تصور کا حامل ہے کیونکہ اس کا مقصد معاشرہ کی بہتری کے لئے لوگوں کی تربیت کرنا ہے، اور اعلیٰ انسانی اقدار کو معاشرہ میں رائج کرنا ہے تا کہ لوگ اپنے خالق کی صفات کو اپنے اندر پیدا کر کے ایک دوسرے کا خیال کرنے لگ جائیں۔ اس لئے اسلام میں کسی فردِ واحد یا کسی گروہ کے حقوق غصب ہونے پر غاصب کو اس کے جرم کے مطابق سزا دینے کا حکم ہے۔ لیکن دوسری جانب اگر سزا کے بغیر معاشرہ میں اصلاح ہو سکتی ہو تو اس طریق کو زیادہ بہتر قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ النّور کی آیت 23 میں فرماتا ہے کہ 'اور چاہئے کہ وہ عفو سے کام لیں اور درگذر کریں'۔ اسی طرح سورۃ آل عمران کی آیت 135 میں فرماتا ہے کہ 'غصّہ کو دبانے والوں اور لوگوں کو معاف کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے'۔ اس کے علاوہ قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر یہ حکم موجود ہے کہ انسان کو جہاں تک ممکن ہو عفو و درگذر سے کام لینا چاہیے کیونکہ حقیقی مقصد اخلاق میں بہتری اور اصلاح ہے، نہ کہ بدلہ لینا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ممالک یا گروہوں کے باہم اختلافات کے تصفیہ اور پھر انصاف کے دیرپا قیام کے لئے اللہ تعالیٰ سورۃ الحجرات آیت 10 میں ایک سنہری اصول بیان فرماتا ہے کہ 'اگر دو ممالک یا گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ایک غیر جانبدار گروہ ان کے مابین معاملہ کو پرامن طور پر حل کرواتے ہوئے صلح کروائے۔ اگر ان کے مابین معاہدہ ہو جائے تو سب کے ساتھ برابری کی سطح پر سلوک کیا جائے۔ لیکن ان میں سے کوئی گروہ معاہدہ کی خلاف ورزی کرے اور دوسرے پر چڑھائی کر دے تو دیگر تمام گروہ یا ممالک مل کر ظالم کو روکنے کے لئے اس کے خلاف طاقت کا استعمال کرتے ہوئے چڑھائی کر دیں۔ لیکن اگر وہ زیادتی کرنے والا گروہ اپنی زیادتی اور ظلم سے باز آ جائے تو انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ان دونوں گروہوں کے درمیان صلح کروا دو اور اس زیادتی کرنے والے کو بطور ایک آزاد حکومت یا قوم کے ترقی کرنے کی پوری طرح اجازت دو۔ ان تمام اصولوں کو دیکھ کر ہم پر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ تمام انسانوں کا رب، اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ہم سب لوگ امن کے ساتھ، انصاف کو قائم کرتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر، اکٹھے رہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جہاں تک مذہبی تعلیمات کا تعلق ہے، اسلامی عقائد مذہبی آزادی

ارشاد حضرت امیرالمومنین

''انسان کسی جگہ بھی بیٹھا ہوا ہو اگر اسے سلسلے کے اخبارات پہنچتے رہیں تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسا پاس بیٹھا ہے خلافت سے مضبوط تعلق کیلئے ہر احمدی کو ایم.ٹی.اے سننے کی ضرورت ہے، اس کی عادت ڈالنی چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4رمارچ 2016)

طالبِ دُعا: بشیر احمد مشتاق (صدر جماعت احمدیہ حلقہ اِرم لین) سری نگر، جموں اینڈ کشمیر

ارشاد حضرت امیرالمومنین

''احمدیوں کا بہت بڑا کام ہے کہ دُنیا کو ہوشیار کریں اور بتائیں کہ اگر اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ دُنیا میں بہت زیادہ تباہ کن آفات لاسکتا ہے اللہ کرے کہ دُنیا کو عقل آئے۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 12رفروری 2016)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

اور آزادئ ضمیر کے علمبردار ہیں۔ اسلام میں ہر فرد کو نہ صرف اپنی مرضی کا مذہب اختیار کرنے کی اجازت ہے بلکہ اس مذہب کی تبلیغ کرنے کی بھی کھلی اجازت ہے۔ 'مذہب' اور 'ایمان' تو دل کا معاملہ ہے۔ اس لئے مذہب کے اختیار میں کوئی زبردستی نہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایک کامل مذہب بنایا ہے کسی کو اختیار نہیں کہ وہ اس میں لوگوں کو زبردستی شامل کرے۔ ہر شخص چاہے وہ مذہبی رجحان رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اسے اسلام قبول کرنے کی آزادی ہے۔ لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ اس کا اسلام قبول کرنا اس کی اپنی مرضی سے ہو اور وہ یہ فیصلہ بغیر کسی دباؤ کے کرے۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی مسلمان اسلام کو چھوڑنا چاہے تو قرآنی تعلیمات کے مطابق ایسے آدمی یا عورت کو اسلام کو چھوڑنے کا بھی حق حاصل ہے۔ جبکہ ہمیں یقین ہے کہ اسلام ایک عالمی مذہب ہے اور اس کی تعلیمات کامل ہیں کوئی بھی شخص اگر اسے چھوڑنا چاہتا ہے تو یہ اس کی مرضی ہے اور اسے یہ فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ سورۃ المائدہ کی آیت 55 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اس دین سے پھرنا چاہے تو اسے جانے دو۔ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ مزید بہتر اور زیادہ مخلص لوگوں کو تم میں شامل کر دے گا۔ چنانچہ کسی حکومت، گروہ یا فردِ واحد کو حق نہیں کہ وہ اسے کسی قسم کی کوئی سزا دیں یا اس پر کوئی پابندی عائد کریں۔ چنانچہ یہ بات کہ اسلام میں مرتد ہونے کی سزا ہے ایک غلط اور بے بنیاد الزام ہے۔ اسلامی تعلیمات کا محور اور مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کا رب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ اسلام کے نام پر تشدد اور ظالمانہ کارروائیاں کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو 'رب العالمین' نہیں مانتے۔ یا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رب العالمین ہونے پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن انہیں اس کا ادراک ہی نہیں اور اسی وجہ سے وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہم احمدی یہ ایمان رکھتے ہیں کہ ایسی ہی غلطیوں کو درست کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے امام الزمان حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مبعوث فرمایا تھا۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ مذہبی جنگوں کا زمانہ اب گزر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان امن و آشتی کے ساتھ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے ہوئے مل جل کر زندگی گزاریں۔ اس بارہ میں اپنی جماعت کو نصیحت فرماتے ہوئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کی رو سے دین کے دو حصے ہیں یا یہ کہا جاسکتا ہے کہ مذہب کی بنیاد دو ستونوں پر قائم ہے۔ پہلا یہ کہ خدائے واحد کو پورے یقین کے ساتھ پہچانیں اور پورے خلوص سے اس سے محبت کریں اور محبت اور اطاعت کے تمام تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کی فرمانبرداری اختیار کریں۔ دوسرا یہ کہ اس کی مخلوق کی خدمت کریں اور اپنی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں کو دوسروں کی خدمت میں لگائیں۔ اور جو آپ سے نیکی کرتا ہے اس کے عوض میں آپ بھی اس کے شکرگزار ہوتے ہوئے اس سے نیک سلوک کریں خواہ وہ بادشاہ ہوں یا حکمران یا عام لوگ۔ اور ان سے ہمیشہ محبت کا تعلق استوار کریں۔

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سورۃ النحل کی آیت 91 جس کا ترجمہ یہ ہے 'اللہ یقیناً عدل کا اور احسان کا اور (غیر رشتہ داروں کو بھی) قرابت والے (شخص) کی طرح (جاننے اور اسی طرح مدد) دینے کا حکم دیتا ہے۔' اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا تم سے یہ چاہتا ہے کہ تم تمام بنی نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو۔ اس سے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اُن سے بھی نیکی کریں جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بات ایک مسلمان سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ مخلوقِ خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آئے گویا وہ اس کے حقیقی رشتہ دار ہیں۔ جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں۔' یہاں حضور علیہ السلام یہ فرمارہے ہیں کہ ہر مسلمان دوسرے انسانوں سے ان کے رنگ و نسل، ذات پات اور مذہب کی پروا کیے بغیر ایسے محبت کرے جیسا کہ ایک ماں اپنے بچوں سے محبت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ محبت کی خالص اور اعلیٰ ترین قسم ہے کیونکہ دوسرے درجہ میں جہاں انسان سے کسی سے احسان کا سلوک کرتا ہے وہاں اس بات کا امکان ہے کہ احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دے اور بدلے میں احسان کا طلبگار بھی ہو۔ تاہم ماں کی محبت بے غرض ہوتی ہے اور اس کا اپنے بچے سے محبت کا رشتہ ایسا منفرد ہوتا ہے کہ وہ اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ رہتی ہے۔ اسے کسی بدلہ کی طلب نہیں ہوتی اور نہ ہی اسے کسی تعریف کی کوئی خواہش ہوتی ہے۔ اس لئے یہ وہ انتہائی معیار ہے جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے جس کی رُو سے مسلمانوں کو تمام نوعِ انسانی سے ایسے محبت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے جیسے ایک ماں بچے سے محبت کرتی ہے۔ یہی اسلام کی حقیقی تعلیمات ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ وہ جو اس پر ایمان لاتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اس کی صفات کو اپنائیں، لہٰذا ایک سچے مسلمان کے لئے ممکن ہی نہیں کہ وہ ظلم کرے۔ اور اسی طرح یہ ناممکن ہے کہ اسلام کسی قسم کی ناانصافی، تشدد اور انتہا پسندی کی اجازت دے۔

حضورِ انور نے فرمایا: گزشتہ کئی سالوں سے میں بارہا اسلام کی بنیادی تعلیمات کے ان نکات کو بیان کر چکا ہوں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ میں نے متعدد مرتبہ قرآنِ کریم کے حوالہ جات سے یہ ثابت کیا ہے کہ مَیں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ اسلام کی مستند تعلیمات ہیں۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے امن کے پیغام کو میڈیا میں وسیع پیمانہ پر کوریج نہیں دی جاتی۔ جبکہ اس مقابل پر ان معدودے چند لوگوں کو جو ہر قسم کے ظلم وستم اور قتل و غارت میں ملوّث ہیں انہیں عالمی میڈیا میں مسلسل کوریج دی جاتی ہے اور بہت توجہ دی جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ میڈیا لوگوں کی عمومی رائے قائم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے میڈیا کو اپنی اس طاقت کا استعمال ذمہ داری کے ساتھ بھلائی اور امن کے قیام کے لئے کرنا چاہئے۔ انہیں چاہئے کہ وہ اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے رکھیں۔ بجائے اس کے کہ میڈیا ایک اقلیت کے ظالمانہ اعمال پر اپنی توجہ مرکوز رکھے۔ دہشت گرد اور انتہا پسند گروپس کی ایسی حرکتوں کی تشہیر ان کے لئے آکسیجن کا کام دیتی ہے۔ اس لئے مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جیسا کہ میں نے کہا ہے اگر میڈیا اس بات کی طرف توجہ کرے تو ہم دیکھیں گے کہ بہت جلد ہی ظلم و بربریت اور دہشتگردی جو دنیا پر مسلّط ہے ختم ہونا شروع ہو جائے گی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ میں ذاتی طور پر اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہوں کہ انتہاء پسند لوگ جنہوں نے اسلام اور اس کی اعلیٰ تعلیمات سے روگردانی کی ہے وہ اپنی ان قابلِ نفرت حرکات کا جواز اسلام سے کس طرح حاصل کرسکتے ہیں۔ اسلام کی پر امن تعلیمات تو ہر قسم کی انتہا پسندی سے اس حد تک روکتی ہیں کہ جائز جنگ کے دوران بھی اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ سزا جرم کے مطابق دی جائے۔ اور یہ کہ بہتر یہ ہے کہ صبر سے کام لیا جائے او رمعافی کا اظہار کیا جائے۔ پس وہ تمام نام نہاد مسلمان جو تشدد، ناانصافی اور بربریت میں ملوّث ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کو دعوت دے رہے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اِس دور میں جبکہ اسلام کا خوف لوگوں کے دلوں میں مسلسل بڑھ رہا ہے مَیں اس بات کو بڑے زور کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم نے بار بار محبت، شفقت اور رأفت پر زور دیا ہے۔ اگر بعض انتہائی ناگزیر حالات میں قرآنِ کریم نے دفاعی جنگ کی اجازت بھی دی ہے تو وہ محض امن کے قیام کی خاطر تھی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر حکومتیں اور گروپس خواہ وہ مسلمان ہیں یا غیر مسلم جو جنگ میں ملوث ہیں وہ بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ امن کے قیام کی خاطر جنگ کر رہے ہیں۔ عمومی تاثر یہی ہے کہ اکثر لوگ بڑی طاقتوں کی طرف سے جو جنگیں کی جارہی ہیں ان سے صرفِ نظر کرتے ہیں یا کم ازکم ان کے افعال کو کسی مذہب یا عقیدے کے ساتھ نہیں جوڑتے۔ تاہم چونکہ ہم ایک ایسے ماحول میں رہ رہے ہیں جس میں اسلامی تعلیمات کو تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر قسم کے ظلم وستم اور جنگیں جن میں مسلمان ملوّث ہوں ان کو فورًا اسلامی تعلیمات سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ جبکہ ان لوگوں اور جماعتوں کی آوازیں جو اسلام کی سچی اور امن پسند تعلیمات کو پھیلانے کی جدوجہد کر رہی ہیں ان کی آواز کو یا تو سنا ہی نہیں جاتا اور پھر نہ ہی ان کی کوئی وسیع پیمانے پر مناسب تشہیر کی جاتی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ بات نہایت غیر منصفانہ اور منفی نتائج کی حامل ہے۔ اس قسم کے عالمی بحران کے موقع پر ہمیں یہ بنیادی اصول یاد رکھنا چاہیے کہ ہر قسم کی بدی اور ظلم کو دبایا جائے اور ہر قسم کی نیکی اور انسانیت کو پھیلایا جائے۔ اس طرح بدی زیادہ دور تک نہیں پھیل سکے گی جبکہ نیکی اور امن دور دور تک پھیلے گا اور ہمارے معاشرہ کو خوبصورت بنا دے گا۔ اگر ہم اس اچھائی کو جو دنیا میں ہے مزید بڑھائیں تو اس طرح ہم ان لوگوں پر غالب آسکتے ہیں جو امن اور انسانیت کی اعلیٰ اقدار کو مسخ کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا اس اصول کو قبول کرنے اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

''تم خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو اور اسی کو مقدم کرلو۔''

(ملفوظات جلد4، صفحہ 597)

طالبِ دعا: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

کلام الامام

''کوئی شخص مراتب ترقیات حاصل نہیں کرسکتا جب تک تقویٰ کی باریک راہوں کی پروانہ کرے۔''

(ملفوظات جلد4، صفحہ 601)

طالبِ دُعا: سکینہ الہ دین صاحبہ، اہلیہ مکرم سلطان محمد الدین صاحب آف سکندرآباد

سمجھنے سے قاصر ہے اور یہی وجہ ہے کہ میڈیا امنِ عالم کے قیام پر اپنے اخبارات کی سرکولیشن میں اضافے اور اپنے ناظرین کی تعداد میں اضافہ کو ترجیح دیتا ہے۔ وہ میڈیا جو بڑھ چڑھ کر اقلیت کے ظلم وستم کی تشہیر کرتا ہے وہ دراصل داعش جیسے برے گروپس کی پراپیگنڈا مہم کو مدد دینے کا باعث بن رہا ہے جبکہ اس کا فرض یہ بنتا ہے کہ وہ دنیا میں موجود اچھائیوں کو نمایاں کرے اور وہ اپنے اس کام میں ناکام ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ ایک ایسی ناانصافی ہے جو مزید تقسیم اور جھگڑے کے بیج بو رہی ہے۔ عالمی سیاست میں دہشت گردی کو شکست دینے کے لئے ضروری ہے کہ امن کا قیام ہمارا انتہائی مقصد ہو۔ اور اس کے لئے سب لوگوں کا اتفاق ضروری ہے۔ اگر آپ ایک مسلمان کی بات پر اعتماد نہیں کرتے تو میں آپ کے سامنے بعض ممتاز غیر مسلموں کے بیانات پیش کرتا ہوں جو سیاسیات کے ماہر ہیں اور دنیا میں امن کے خواہاں ہیں۔ مثال کے طور پر جب ہم یہ کہتے ہیں کہ انتہا پسندی کو اور خاص طور پر داعش جیسے دہشت گرد گروپس کو کس طرح شکست دی جائے تو آسٹریا کے وزیرِ خارجہ نے حال ہی میں یہ کہا ہے کہ ہمیں دانشمندانہ حکمتِ عملی کی ضرورت ہے جس میں اسلامک اسٹیٹ (ISIS) سے جنگ کرنے کے لئے شام کے صدر اسد کو بھی اپنے ساتھ ملایا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک ترجیح دہشتگردی کے خلاف جنگ ہے اور یہ بڑی طاقتوں مثلاً رشیا اور ایران کے تعاون کے بغیر ناممکن ہے۔

اسی طرح پروفیسر جان گرے (John Gray) جو ایک ریٹائرڈ سیاسی فلسفہ دان ہیں جنہوں نے کئی سال تک لندن اسکول آف اکنامکس میں پڑھایا ہے انہوں نے حال ہی میں ''موجودہ سیاسی نظام پر امن کی ترجیح'' کی اہمیت کے بارے میں لکھا کہ 'حکومتی نظام خواہ جمہوری ہو، آمرانہ ہو، بادشاہت کا ہو یا ریپبلیکن، یہ سب امن کے قیام کے مقابلہ میں کم اہمیت رکھتے ہیں۔'

حضورِ انور نے فرمایا کہ میری رائے میں یہ ایک بہت ہی بصیرت افروز تبصرہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود بڑی طاقتوں نے ان ممالک میں جو اس سے قبل نسبتاً مستحکم تھیں، حکومت (regime) کی تبدیلی کو زیادہ اہمیت دی۔ مثلاً مغرب اس بات پر تلا ہوا تھا کہ عراق سے صدام کو ہٹایا جائے۔ چنانچہ اس تیرہ سالہ جنگ کے نہایت تکلیف دہ نتائج آج بھی محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ ایک اور نمایاں مثال لیبیا کی ہے جہاں صدر قذافی کو 2011ء میں زبردستی ہٹایا گیا اور اس وقت سے لیبیا مسلسل لاقانونیت اور تباہی میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔ لیبیا میں اس سیاسی خلا کا براہِ راست نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اب داعش نے وہاں دہشت گردی کی مضبوط بنیاد اور جال پھیلا دیا ہے جو مسلسل مضبوط ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اب صورتحال بہت خطرناک ہو چکی ہے۔ اور یہ خطرہ اس علاقہ کے لئے ہی نہیں بلکہ یورپ کے لئے بھی ہے جس کے بارہ میں مَیں نے چند سال پہلے متنبہ کر دیا تھا۔ اس لئے ایسے ممالک میں ترجیح حکومت (regime) کو تبدیل کرنے پر نہیں ہونی چاہیے بلکہ اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ عوام الناس کو ان کے بنیادی حقوق ملیں اور دیرپا امن کا قیام ہو۔

شام (Syria) کی طرف واپس لوٹتے ہوئے مَیں آسٹریا کے وزیر خارجہ کی اس بات سے بالکل متفق ہوں کہ اوّلین مقصد امن کا قیام ہونا چاہیے۔ اس لئے بڑی طاقتوں کو شام کی حکومت کے ساتھ رابطہ کے ذرائع کھلے رکھنے چاہئیں اور دوسرے ہمسایہ ممالک کی مدد بھی حاصل کرنی چاہیے جن کا اس علاقہ پر اثر ورسوخ ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا یاد رکھیں کہ مثبت تبدیلی صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب وسیع تر مفاد کی خاطر ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھا جائے اور ہمہ وقت انصاف کے ساتھ کام کیا جائے۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ

اسلام یہ کہتا ہے کہ انصاف وہ بنیاد ہے جس پر امن کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ سو ہمیں وقت کی فوری ضرورت کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ کئی سالوں سے مَیں متنبہ کر رہا ہوں کہ دنیا ایک اَور عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اور اب دوسرے لوگ بھی اسی نتیجہ پر پہنچ رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اب بعض اہم لوگ یہ کہنے لگے ہیں کہ تیسری عالمی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ تاہم میں پھر بھی یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس اس جنگ کو روکنے کے لئے ابھی کچھ وقت ہے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم عدل وانصاف سے کام لیں اور اپنے دیگر ہر قسم کے مفادات کو ایک طرف رکھ دیں۔ قبل ازیں بہت سے مواقع پر میں نے انتہا پسند گروپوں کی فنڈنگ اور ان کی سپلائی لائن کو کاٹنے کے متعلق بات کی ہے۔ تاہم ابھی بھی یہ کہا نہیں جا سکتا کہ اس پہلو سے تمام تر کوششیں کی جا چکی ہیں۔ مثلاً ایک حالیہ خصوصی تحقیقاتی رپورٹ میں جو وال سٹریٹ جرنل (Wall Street Journal) میں کہا گیا ہے کہ داعش عراق کے سنٹرل بنک کے زیرِ انتظام نیلامی سے بہت بڑی تعداد میں امریکن ڈالر حاصل کر رہا ہے۔ یہی ڈالر عراق کو امریکہ کے فیڈرل ریزرو سے براہِ راست مہیا کیے گئے تھے۔ اس مضمون میں بیان کیا گیا ہے کہ امریکن حکومت اس صورتحال سے کم از کم جون 2015ء میں پوری طرح باخبر تھی۔ حضور انور نے فرمایا کہ ذاتی طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا کی بڑی طاقتوں کو اس تجارت کے بارہ میں بہت پہلے سے علم تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ علاوہ ازیں تیل کی فروخت کے بارے میں یہ بات سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ مختلف گروپس یہاں تک کہ حکومتیں بھی داعش سے تیل خرید رہی ہیں۔ یہ تجارت کیوں روکی نہیں گئی؟ کیوں ایسی ڈیلز (deals) پر جامع قسم کی پابندیاں عائد نہیں کی گئیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ جب تیل کے حصول کا معاملہ ہو تو اخلاقیات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے! یہ وہ نکتہ ہے جو کنگز کالج لندن کے پروفیسر لیف ویز (Leif Wenar) نے اپنے ایک حالیہ مقالہ میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ دنیا تیل حاصل کرنے کی خاطر ہر قسم کے ظلم وزیادتی کو برداشت کرنے پر آمادہ ہے۔ چنانچہ ملکوں نے داعش سے بھی تیل خریدا اور سوڈان سے بھی جہاں پر بہت سے انسانی حقوق کا استحصال کیا گیا ہے۔ یہ بات تجارتی مارکیٹ کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے جسکے مطابق تشدّد کے نتیجہ میں ملکیتی حقوق قائم نہیں کیے جا سکتے۔

حضور انور نے فرمایا کہ علاوہ ازیں حال ہی میں ڈائریکٹر عراق انرجی انسٹیٹیوٹ نے اپنے ایک مقالہ میں بیان کیا ہے کہ داعش والے کس طرح تیل فروخت کر رہے تھے۔ مضمون نگار لکھتا ہے کہ تیل ٹینکرز کے ذریعہ انبارؔ صوبہ سے اردن بھیجا جاتا ہے اور کردستان کے ذریعہ ایران اور موصل کے ذریعہ ترکی اور شام کی مقامی مارکیٹ میں بھی فروخت ہوتا ہے۔ اور اسی طرح عراق کے کردستان ریجن میں بھی جہاں پر اس کا بہت سا حصہ مقامی طور پر ریفائن (refine) کیا جاتا ہے۔ عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ ان ملکوں کی حکومتی انتظامیہ اس تمام سلسلہ سے بے خبر ہو گی۔ اس لئے جب یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کو ختم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جاری ہے، تو حقائق اس دعویٰ کو درست ثابت نہیں کرتے۔ ان سب باتوں کے پیشِ نظر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں حقیقی انصاف ہے۔ یہ

باقی صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)
رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery
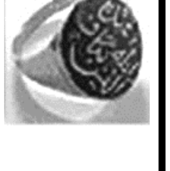

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615

Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعْ مَكَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

جماعتی رپورٹیں

جلسہ یوم مسیح موعودؑ

✡ جماعت احمدیہ مورینہ (ایم۔پی) کی تمام جماعتوں میں مورخہ 23؍مارچ 2016 کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد معلمین کرام نے یوم مسیح موعود کی مناسبت سے تقاریر کیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ (سراج الدولہ، مبلغ انچارج مورینہ، ایم۔پی)

✡ جماعت احمدیہ امروہہ میں مورخہ 23؍مارچ کو مکرم منظور احمد صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم حافظ عدنان احمد صاحب نے کی۔ عزیزہ اقراء جاوید نے ایک نعت خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم عدنان احمد صاحب، مکرم دلشاد احمد صاحب اور خاکسار نے یوم مسیح موعودؑ کی مناسبت سے تقاریر کیں۔ اس دوران عزیز افضال حق اور عزیز زکی احمد نے نعتیہ کلام بھی سُنایا۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (نجم الانصاری، مبلغ جماعت احمدیہ امروہہ)

✡ جماعت احمدیہ بھدرواہ میں مورخہ 23؍مارچ کو مکرم عبد الحفیظ منڈاشی صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید اور نعت کے بعد یوم مسیح موعود کی مناسبت سے تقاریر ہوئیں۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ مورخہ 27؍مارچ کو جماعت احمدیہ بھدرواہ میں شجرکاری کے متعلق جلسہ ہوا جس میں خاکسار اور مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھدرواہ نے شجرکاری کے فوائد بیان کئے۔ بعد ازاں احباب نے مسجد، قبرستان اور گھروں میں مختلف پودے لگائے۔ (محمود احمد وگے، مبلغ سلسلہ بھدرواہ)

✡ جماعت احمدیہ ممبئی میں مورخہ 27؍مارچ 2016 کو مکرم مولانا سید کلیم الدین احمد صاحب قاضی سلسلہ احمدیہ قادیان کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم ناصر احمد خان صاحب نے کی۔ نظم مکرم میر افتخار علی صاحب نے پڑھی بعد ازاں مکرم سید منور الدین ظہیر صاحب نے کشتی نوح سے ہماری تعلیم اور مکرم کے ناصر صاحب نائب ناظر بیت المال آمد نے جماعت کے مالی نظام کے متعلق تقریر کی۔ اس موقع پر ''اطفال سیکشن'' بھی رکھا گیا۔ تلاوت قرآن مجید عزیز عبد اللہ بلال نے کی۔ نظم عزیز علیم الدین نے پڑھی۔ بعد ازاں عزیز سید طاہر، عمران احمد اور عطاء الکریم نے تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (پرویز احمد، سیکرٹری اصلاح وارشاد ممبئی)

✡ جماعت احمدیہ ہوشیار پور میں مورخہ 23؍مارچ کو مکرم محمد سلیم صاحب صدر جماعت احمدیہ ہوشیار پور کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم قیوم خان صاحب نے کی۔ بعد ازاں خاکسار اور مکرم شمس الدین خان صاحب نے یوم مسیح موعود کی مناسبت سے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (شیخ منان، مبلغ سلسلہ ہوشیار پور)

✡ جماعت احمدیہ سری نگر میں مورخہ 23؍مارچ کو جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ سری نگر نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد یوم مسیح موعود کے حوالے سے تقاریر ہوئیں۔
(لئیق احمد نائک، مبلغ سلسلہ سری نگر)

✡ جماعت احمدیہ ہاری پاری گام میں مورخہ 23 مارچ کو جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر تقریر ہوئی۔ دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔
(ادریس احمد راتھر، قائد مجلس خدام الاحمدیہ ہاری پاری گام)

✡ جماعت احمدیہ شاہ پور ضلع یادگیر میں مورخہ 15؍اپریل 2016 کو مکرم ناصر احمد نور صاحب کے مکان پر جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت اور نظم کے بعد خاکسار، مکرم محمد ابراہیم صاحب تیر گھر اور مکرم ناصر احمد نور صاحب نے یوم مسیح موعود کی مناسبت سے تقاریر کیں صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ بر موضوع ''وصیت کی اہمیت''

✡ مورخہ 1؍مئی 2016 کو مکرم عبد الغفور صاحب صدر جماعت احمدیہ شاہ پور کے مکان پر وصیت کی اہمیت کے موضوع پر ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی، نظم کے بعد خاکسار، مکرم محمد ابراہیم تیر گھر اور مکرم امیر صاحب ضلع یادگیر نے وصیت کی اہمیت و برکات کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (ایم مقبول احمد، مبلغ سلسلہ شاہ پور، یادگیر)

فون نمبر: 1800 3010 2131

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

شعبہ نور الاسلام کے اوقات

روزانہ صبح 9 بجے سے رات 11 بجے تک جمعہ کے روز تعطیل

مجلس انصار اللہ ضلع کامروپ آسام کا سالانہ اجتماع

✡ مورخہ 17؍اپریل 2016 کو مجلس انصار اللہ ضلع کامروپ میٹرو، آسام نے اپنے سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد کیا۔ افتتاحی تقریب مکرم عبد الغفور صاحب ناظم انصار اللہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید مکرم موسیٰ مالک صاحب نے کی۔ نظم مکرم منیر الدین صاحب نے پڑھی۔ عہد انصار اللہ مکرم ناظم صاحب انصار اللہ نے دہرایا۔ بعد ازاں خاکسار نے انصار اللہ کے قیام اور اسکی اغراض و مقاصد کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد افتتاحی پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ بعد ازاں انصار کے علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ بعد نماز ظہر مکرم حبیب الرحمن صاحب کی زیر صدارت اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت نظم اور عہد کے بعد صدر اجلاس نے انصار اللہ کی ذمہ داریاں کے موضوع پر خطاب کیا۔ ناظم انصار اللہ نے شکریہ احباب پیش کیا۔ بعد ازاں علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ دعا کے ساتھ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ (ظہور الحق، مبلغ انچارج کامروپ میٹرو، آسام)

نماز باجماعت کی اہمیت پر سیمینار کا انعقاد

✡ مجلس خدام الاحمدیہ بھرتپور (ویسٹ بنگال) کی جانب سے مورخہ 9؍اپریل 2016 کو مکرم نذر الاسلام صاحب سیکرٹری امور عامہ بھرتپور کی زیر صدارت نماز باجماعت کی اہمیت کے موضوع پر ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم ظہیر الشیخ صاحب ناظم اطفال مرشد آباد نے کی۔ مکرم ظہیر الحسن صاحب مبلغ سلسلہ نے عہد مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ دُہرایا۔ مکرم ہمایوں کبیر صاحب معتمد مجلس مرشد آباد نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم کبیر الاسلام صاحب سیکرٹری وقار عمل نے حضور انور کے اصلاح اعمال سے متعلق خطبات کی روشنی میں تقریر کی۔ مکرم باب الحسین صاحب نے قرآن و حدیث کی روشنی میں نماز باجماعت کی اہمیت کے موضوع پر تقریر کی۔ خاکسار نے ''موجودہ دور میں اسلام کی نازک حالت اور ہماری ذمہ داریاں کے موضوع پر تقریر'' کی۔ مکرم ظہیر الحسن صاحب نے نماز باجماعت کی اہمیت اور خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ سیمینار اختتام پذیر ہوا۔
(نور الاسلام، قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھرتپور، ویسٹ بنگال)

تربیتی اجلاس

✡ جماعت احمدیہ پارولی (ایم۔پی) میں مورخہ 28؍اپریل 2016 کو مکرم اکرم خان صاحب صدر جماعت پارولی کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم عالم خان صاحب نے کی اور نظم مکرم اکرم خان صاحب نے پڑھی۔ خاکسار نے بعض اہم تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ بعد ازاں ''جامعہ احمدیہ قادیان'' کے نام سے ایک ڈاکیومنٹری دکھائی گئی۔ دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں تین زیر تبلیغ دوست بھی تشریف لائے۔ (حلیم خان شاہد، مبلغ سلسلہ پارولی)

MBBS IN BANGLADESH
Session 2016-17
Recognized By BM & DC, MCI, WHO/IMED
Lowest Packages Payable in 6 Easy Installments
Free Direct Paid to the Collage
Education at Par with India
Good Hostel Facility Separately For Boys & Girls
Good Infrastructure with Own Hospitals
Secure Enviromwnt
ADMISSION AVAILABLE IN WOMEN'S MEDICAL COLLEGES
Lowest package starts from 30,000 USD, INR 20 LAC (Approx)
Including Hostel for 5 Years (As per last year package)
Fee directly to be paid to college
Contact with Certificates & Passport
NEEDS EDUCATION KASHMIR
(An ISO 9001 : 2008 Certified Consultancy)
Qureshi Building Opp.Akhara Building, Budshah Chowk, Sgr-190001, Kmr, Ind
E-Mail : needseducation@outlook.com
(M) : +91-9419001671 / 9596580243

نماز جنازہ

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 22؍فروری 2016 بروز سوموار نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی:

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم عبداللطیف صاحب (آف باٹھم، یوکے)

18؍فروری کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا تعلق ہوشیار پور سے ہے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی میں رہائش پذیر ہوئے۔ جماعت کیساتھ بڑا اخلاص و وفا کا تعلق تھا اور اپنی اولاد کو بھی جماعت سے مضبوط تعلق کی تلقین کیا کرتے تھے۔ آپ 1990 میں جرمنی اور بعد ازاں 2008 میں یوکے آگئے تھے۔ 1984 میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ بیماری اور معذوری کا لمبا عرصہ بڑی ہمت اور صبر کے ساتھ گزارا۔ آپ مکرم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم (مبلغ بلاد عربیہ) کے بھانجے تھے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم وی اے محمد ماسٹر صاحب

(آف جماعت احمدیہ کاکناڈ، صوبہ کیرالہ، انڈیا)

27؍دسمبر 2015 کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم 1985 میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ مرحوم عرصہ 30 سال تک جماعت احمدیہ کاکناڈ کے سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت بجالاتے رہے۔ اس کے علاوہ سیکرٹری جائداد، سیکرٹری وصایا، زعیم مجلس انصاراللہ اور قاضی ضلع ارناکلم کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم اپنوں اور غیروں میں بے لوث خدمت کی وجہ سے مقبول تھے۔ جماعت احمدیہ کاکناڈ میں بچوں کو قرآن کریم سکھانے کا کام بھی بخوبی انجام دیتے رہے۔ نماز باجماعت کے بہت پابند تھے اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔ خلافت سے بے انتہا محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد نجیب خان صاحب قادیان میں بطور نائب ناظر دعوت الی اللہ جنوبی ہند خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

(2) مکرم خالد سیف اللہ خان صاحب (ابن مکرم چوہدری صادق علی صاحب، گاؤں بھل پور ضلع گجرات)

22؍دسمبر 2015 کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نہایت ملنسار، اچھے اخلاق کے مالک، ہمیشہ سچ کا ساتھ دینے والے نیک انسان تھے۔ جماعت بھل پور کے صدر تھے۔ اپنے چندہ جات کی بروقت ادائیگی کرتے۔ اپنی ساری زندگی ہر خاص و عام کو تبلیغ کی۔ خلیفۂ وقت کے احکامات کی خود بھی اطاعت کرتے اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔

(3) مکرم داؤد احمد نعیم صاحب

(ابن مکرم مولوی محمد احمد نعیم صاحب، راولپنڈی)

5؍دسمبر 2015 کو 59 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کورنگی کراچی میں قائد اور راولپنڈی میں نائب قائد خدام الاحمدیہ، سیکرٹری وقف نو حلقہ پشاور روڈ اور اپنے زون کے نگران رہے۔ اس کے علاوہ چار سال تک زعیم اعلیٰ انصاراللہ کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل سیکرٹری دعوت الی اللہ ضلع راولپنڈی کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ آپ ہمیشہ بڑے احسن طریق سے تمام جماعتی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے۔ بڑے مخلص، باوفا اور نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(4) مکرم محمد اسحاق گل صاحب

(ابن مکرم چوہدری محمد علی صاحب، مانگا ضلع سیالکوٹ)

13؍دسمبر 2015 کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ 2005 میں اسیر راہ مولیٰ رہے۔ ہر سال وقف عارضی کرتے۔ خاندان میں اکیلے احمدی تھے اور بڑے مخلص، نیک انسان تھے۔

(5) مکرم مبارک احمد صاحب

(کھوکھر غربی ضلع گجرات)

17؍دسمبر 2015 کو 96 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، مخلص اور باوفا انسان تھے۔

(6) مکرم ڈاکٹر طاہر احمد مرزا صاحب (میڈیکل آفیسر طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ)

25؍جنوری 2016 کو بعارضہ کینسر 45 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو مجلس نصرت جہاں سکیم کے تحت لائبیریا میں 4 سال تک خدمت کی توفیق ملی۔ وہاں سے حضور انور کی اجازت سے پاکستان واپس آگئے اور بقیہ عرصہ طاہر ہارٹ میں خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم نیک اور مخلص انسان تھے۔

(7) مکرم مولوی اللہ دتہ صاحب

(معلم وقف جدید ضلع کوٹلی، کشمیر)

16؍نومبر 2015 کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نہایت بردبار اور نرم طبیعت کے مالک تھے۔ عہدیداران اور واقفین سے بہت پیار کا سلوک کرتے تھے۔ خلافت سے محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جنوری 1962 میں انہوں نے وقف کیا تھا۔ بھابڑہ، گوئی، میرپور اور ہزارہ میں خدمت سلسلہ بجالاتے رہے۔

(8) مکرمہ امۃ الکریم صاحبہ

(اہلیہ مکرم بشارت احمد سندھی صاحب، ناروے)

8؍نومبر 2015 کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے دادا چوہدری مولیٰ بخش صاحب اور نانا چوہدری شہاب الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ کرسچن ساند (ناروے) میں صدر لجنہ، سیکرٹری تعلیم و تربیت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ سلسلہ سے محبت کرنے والی، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، نیک سیرت اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(9) مکرمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم غلام سرور خان صاحب، شہید آف ٹوپی، صوابی)

2؍فروری 2016 کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں۔ مرحومہ کے میاں کو 1974 میں فسادات میں ان کے آبائی علاقہ ٹوپی ضلع صوابی میں شہید کر دیا گیا تھا۔ آپ نے میاں کی شہادت کے وقت اور بعد میں بھی بڑی بہادری سے حالات کا مقابلہ کیا اور بڑے حوصلے اور صبر کے ساتھ وقت گذارا۔ خلافت کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ آپ بہت خوش اخلاق، ہر ایک کے ساتھ پیار اور محبت سے پیش آنے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(10) مکرمہ بشیر النساء صاحبہ (اُڈیشہ، انڈیا)

15؍فروری 2016 کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو لمبا عرصہ صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، ہر ایک سے پیار اور محبت سے پیش آنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(11) مکرم مرزا فضل الرحمن صاحب

(ابن مکرم حضرت مرزا برکت علی صاحب، کینیڈا)

15؍جنوری 2016 کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم مرزا برکت علی صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ پاکستان ایئرفورس میں ملازمت کے دوران کھلے عام تبلیغ کرتے رہے۔ 1958 میں جب ٹریننگ کیلئے امریکہ گئے تو وہاں بھی تبلیغ کا شوق غالب رہا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کراچی میں ایک لمبا عرصہ اپنے حلقہ کے صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ 1974 کے حالات میں بڑی ہمت اور جوانمردی سے ہر مخالفت کا مقابلہ کیا۔ کینیڈا جانے کے بعد وہاں بھی اپنی جماعت کے صدر کے طور پر فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تہجد گذار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرتے اور چندوں اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آپ غریب پرور، خلافت کے شیدائی، بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 6 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(12) مکرمہ صغریٰ بشیر صاحبہ

(اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب اٹھوال، ربوہ)

2؍فروری 2016 کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ آپ نے اپنی ساری اولاد کی بہت اچھی تربیت کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم کامران قیصر صاحب مربی سلسلہ کی حیثیت سے وکالت تصنیف ربوہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

......☆......☆......☆......

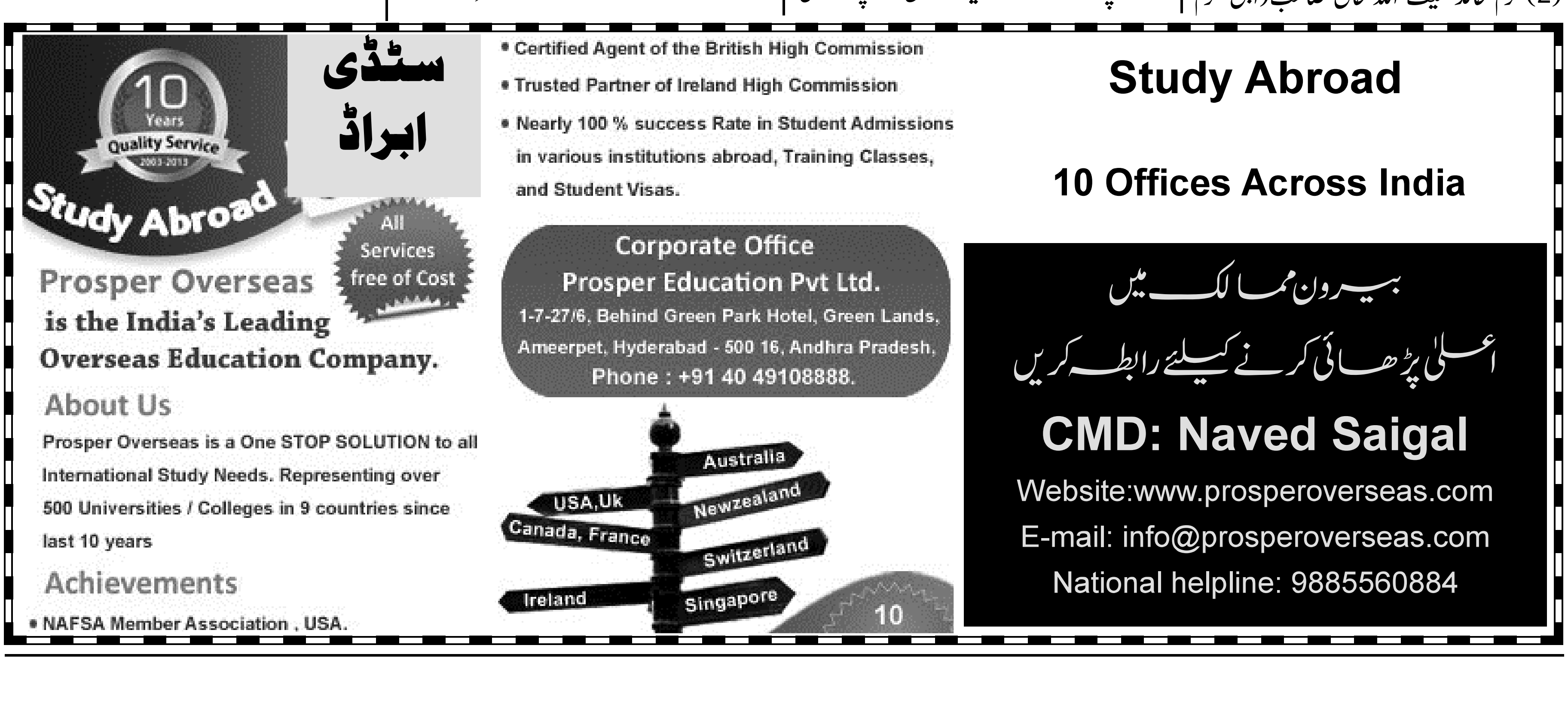

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 7801: میں رفیع احمد ایم۔یو ولد مکرم پی۔کے۔عمر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 42 سال پیدائشی احمدی، ساکن 7/73(1) Hill Road, Madikeri، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27/اکتوبر 2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/12,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلیم احمد۔ایم۔یو   العبد: رفیع احمد۔ایم۔یو   گواہ: وسیم احمد۔ایم۔یو

مسل نمبر 7802: میں ایم۔یو۔سلیم احمد ولد مکرم پی۔کے۔عمر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 41 سال پیدائشی احمدی، ساکن 7/73(1) Hill Road, Madikeri، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5/فروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایم۔یو۔وسیم احمد   العبد: ایم۔یو۔سلیم احمد   گواہ: جے۔ایم۔ناصر احمد

مسل نمبر 7803: میں مبارکہ ایم۔آئی زوجہ مکرم محمد یوسف صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 36 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتہ: اولڈ ڈیری فارم، کنیکا لے آؤٹ، مستقل پتہ: مڈی کیری، کوڈاگو، کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/جنوری 2015 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: 110 گرام 22 کیریٹ۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: جے۔ایم ناصر احمد   الامۃ: مبارکہ ایم۔آئی   گواہ: محمد یوسف

مسل نمبر 7804: میں مبشرہ ایوب زوجہ مکرم ایوب رضا صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 31 سال پیدائشی احمدی، ساکن بی۔جی۔کے۔پی منزل ملکا آرجنا نگر، مڈی کیری، کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3/اکتوبر 2015 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: 130 گرام 22 کیریٹ، حق مہر: -/30,000 روپے وصول شدہ۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کامل حنیف   الامۃ: مبشرہ ایوب   گواہ: جے۔ایم۔ناصر احمد

مسل نمبر 7805: میں باسل احمد ولد مکرم منظور احمد مبشر صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 26 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3/مارچ 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد   العبد: باسل احمد   گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر 7806: میں امۃ الرؤف سمیرہ بنت مکرم منظور احمد مبشر صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ نور ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6/مارچ 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد   الامۃ: امۃ الرؤف سمیرہ   گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر 7807: میں محمد ارشد ولد مکرم محی الدین کویا صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 35 سال پیدائشی احمدی، مستقل پتہ: ٹی وی ہاؤس، حلوہ بازار، کالیکٹ، کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/مارچ 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔5.85 سینٹ پلاٹ بمقام pokkunnu، 2.50 سینٹ پلاٹ بمقام payyanakkal کالیکٹ، میرا گزارہ آمد از ملازمت سالانہ -/10,00,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی۔احمد سعید   العبد: محمد ارشد   گواہ: نصیر الدین

مسل نمبر 7808: میں مفاذ احمد ولد مکرم ڈاکٹر طاہر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: B.C.E.T 3/4 گورداسپور، پنجاب، مستقل پتہ: ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24/مارچ 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔اسکالرشپ -/68,000 روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: زین الدین حامد   العبد: مفاذ احمد   گواہ: ڈاکٹر طاہر احمد

مسل نمبر 7809: میں عبد القدوس شحنہ ولد مکرم الحاج محمد محسن صاحب شحنہ مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ ریٹائرڈ عمر 60 سال پیدائشی احمدی، ساکن شاہ پور پیٹ، مکان نمبر 63-8-1 یادگیر، کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم/اپریل 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک عدد رہائشی مکان 2209-sqft پر مشتمل (اہلیہ کے نام پر خریدی گئی ہے یہ میری خود کی جائداد ہے)۔میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/8000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم   وعلی عبدہ المسیح الموعود
وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام
Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نور الحق ہوڈری　　العبد: عبد القدوس شحنہ　　گواہ: سراج الحق ہوڈری

مسل نمبر 7810: میں نجمہ طارق زوجہ مکرم کے طارق احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلّہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 رفروری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ طلائی چین ایک عدد 33 گرام جس میں 20 گرام حق مہر ہے، طلائی انگوٹھی دو عدد 8 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: او۔ ایم۔ مزمل　　الامۃ: نجمہ طارق　　گواہ: کے۔ طارق

مسل نمبر 7811: میں رضوان احمد انصاری ولد مکرم خواجہ عبد الحمید انصاری صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 45 سال پیدائشی احمدی، ساکن مہدی پٹنم، ملے پلی، حیدر آباد، تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12 رفروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/17,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد مبشر احمد　　العبد: رضوان احمد انصاری　　گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر 7812: میں نیلوفر انصاری زوجہ مکرم رضوان احمد انصاری صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 44 سال پیدائشی احمدی، ساکن مہدی پٹنم، ملے پلی، حیدر آباد، تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12 رفروری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/50,000 وصول شد، زیور طلائی سیٹ 1 عدد، کنگن 6 عدد، انگوٹھیاں 3 عدد، بالیاں 2 جوڑی، چین 1 عدد کل وزن 100 گرام، نقرئی پازیب ایک جوڑی 40 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد انور احمد　　الامۃ: نیلوفر انصاری　　گواہ: رضوان احمد انصاری

مسل نمبر 7813: میں طاہرہ عروج زوجہ مکرم انصار احمد غوری صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 32 سال پیدائشی احمدی، ساکن سنتوش نگر، سعید آباد، حیدر آباد، تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 رفروری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/20,000 روپے بذمہ خاوند، زیور طلائی: لچھا ایک عدد 20 گرام، انگوٹھی 2 عدد 5 گرام، بالیاں 2 جوڑی 15 گرام (22 کیریٹ)، زیور نقرئی: پازیب 2 جوڑی 120 گرام، چاندی 120 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: انصار احمد غوری　　الامۃ: طاہرہ عروج　　گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر 7814: میں مقصود احمد شرق ولد مکرم غلام قادر شرق صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 61 سال پیدائشی احمدی، ساکن مکان نمبر 10-2-302/1 وجئے نگر کالونی، بازار گھاٹ، حیدر آباد، تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14 رفروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: رشید احمد (ریلوے)　　العبد: مقصود احمد شرق　　گواہ: رشید احمد شرق

مسل نمبر 7815: میں اسماعیل احمد سہیل علاء الدین ولد مکرم ابراہیم محی الدین علاء الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 28 سال پیدائشی احمدی، ساکن مکان نمبر 12-2-831/15/1، مسکان اپارٹمنٹ، مہدی پٹنم، حیدر آباد، تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21 رفروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک کار قیمت -/2,80,000 روپے اور ایک بائیک قیمت -/25,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/20,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مقصود احمد انصاری　　العبد: اسمعیل احمد سہیل علاء الدین　　گواہ: رشید احمد ریلوے

مسل نمبر 7816: میں مرزا افضل احمد بیگ ولد مکرم مرزا شریف احمد بیگ صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 29 سال پیدائشی احمدی، ساکن مکان نمبر 6-4-84 نزد شیورام پلی ریلوے اسٹیشن، حیدر آباد، تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 رمارچ 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ بینک میں ایک لاکھ روپے ہیں، ایک موٹر سائیکل قیمت -/50,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/20,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: رشید احمد ریلوے　　العبد: مرزا افضل احمد بیگ　　گواہ: حمد احمد غوری

مسل نمبر 7817: میں نشاط انجم زوجہ مکرم مرزا افضل احمد بیگ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 27 سال پیدائشی احمدی، ساکن مکان نمبر 6-4-84 نزد شیورام پلی ریلوے اسٹیشن، حیدر آباد، تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 رمارچ 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر: -/36,000 روپئے، زیور طلائی: ایک عدد نیکلس سیٹ 3.50 تولہ، کنگن چار عدد 3.50 تولہ، کان کی بالیاں دو عدد 5.1 گرام، انگوٹھیاں پانچ عدد 2 تولہ، گلے کا سیٹ 2.7 تولہ، چین ایک عدد 1 تولہ (تمام زیور 22 کیریٹ)، طلائی پیس 10 گرام (24 کیریٹ)، زیور نقرئی: ایک عدد پازیب 6 تولہ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مرزا افضل احمد بیگ　　الامۃ: نشاط انجم　　گواہ: رشید احمد ریلوے

Ahmad Travels Qadian
Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

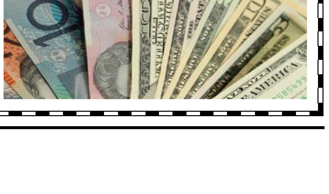

Satnam Singh Property Adviser
کوٹھیاں، پلاٹ، زمین بیچنے اور خریدنے کیلئے رابطہ کریں
ستنام سنگھ پراپرٹی ایڈوائزر
کالونی ننگل باغبانہ، قادیان
+91-9915227821,+91-8196808703

بقیہ خطبہ بطرز سوال و جواب از صفحہ 8

مسیح نے ایلیاء کے مقدمہ کا فیصلہ کیا اور ثابت کر دیا کہ دوبارہ آمد سے بروزی آمد مراد ہوتی ہے اور ایلیا کے رنگ میں یحییٰ آیا۔ مگر اب یہ مسلمان اس نظیر کے ہوتے ہوئے بھی اس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک خود مسیح کو آسمان سے نہ اتار لیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ تم اور تمہارے سب معاون مل کر دعائیں کرو کہ مسیح آسمان سے اُتر آوے۔ پھر دیکھ لو کہ وہ اترتا ہے یا نہیں۔ مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر ساری عمر ٹکریں مارتے رہو اور ایسی دعائیں کرتے کرتے ناک بھی رگڑے جاویں تب بھی وہ آسمان سے نہیں آئے گا کیونکہ آنے والا تو آچکا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی صداقت کے کون سے 4 نشان عطا فرمائے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: اوّل عربی دانی کا نشان ہے۔ جو لوگ عربی املاء اور انشاء میں پڑے ہیں وہ اس کی مشکلات کا اندازہ کر سکتے ہیں اور اس کی خوبیوں کا لحاظ رکھ سکتے ہیں۔ بڑی مشکل آ کر یہ پڑتی ہے جب ٹھیٹھ زبان کا لفظ مناسب موقع پر نہیں ملتا۔ اُس وقت خدا تعالیٰ وہ الفاظ القاء کرتا ہے۔ نئی اور بناوٹی زبان بنالینا آسان ہے مگر ٹھیٹھ زبان مشکل ہے۔ پھر ہم نے ان تصانیف کو بیش قرار انعامات کے ساتھ شائع کیا ہے اور کہا ہے کہ تم جس سے چاہو مدد لے لو اور خواہ اہل زبان بھی ملا لو۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اس بات کا یقین دلا دیا ہے کہ وہ ہرگز قادر نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ نشان قرآن کریم کے خوارق میں سے ظلّی طور پر مجھے دیا گیا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ دعاؤں کا قبول ہونا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مستثنیٰ کرتا ہوں۔ ان کا مقام تو بہت بلند ہے اور مَیں کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں اس قدر قبول ہوئی ہیں کہ کسی کی نہیں ہوئی ہوں گی۔ تیسرا نشان پیشگوئیوں کا ہے یعنی اظہار علی الغیب۔ چوتھا نشان قرآن کریم کے دقائق اور معارف کا ہے۔

سوال بریلی کے ایک شخص کے مطالبہ پر کہ آپ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھیں کہ آپ وہی مسیح موعود ہیں جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث میں خبر دی ہے، حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا کیا جواب عطا فرمایا؟

جواب حضور علیہ السلام نے لکھا: میں نے پہلے بھی اِس اقرار مفصّل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اِس پرچہ میں اُس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن احادیثِ صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ الراقم مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ وایّد 17؍اگست 1899ء۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افراد جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضورؑ نے فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رَٹ لئے جاویں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر بس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دُور ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ۔ اس لئے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ مَیں اور ہوں۔

سوال whats app کے ذریعہ ایک دوسرے کو یوم مسیح موعود کی مبارک باد دینے والوں کو جب ایک شخص نے سختی سے روکا اور کہا کہ یہ بدعت ہے تو حضور انور نے اس پر کیا ہدایت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ مبارکبادیں دینا ان مبارکباد دینے والوں کا حق تھا۔ اس میں کوئی حرج نہیں اور اس میں کوئی بدعت بھی نہیں۔ حیرت ہے ان صاحب پر وہ کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم بدعات میں پڑ جاؤ گے۔ باقی مسلمانوں کے پاس خلافت کی نعمت نہیں ہے جو کہ احمدیوں کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کی وجہ سے ہے۔ اگر کوئی غلط بات یا بدعت پیدا ہوتی نظر آئے گی تو اگر خلافت صحیح ہے اور خلافت حقہ ہے تو اسے خود ہی انشاء اللہ تعالیٰ روک لے گی۔ پس ان صاحب کو بھی خلافت کی ڈھال کے پیچھے رہتے ہوئے بات کرنی چاہئے تھی۔ خلافت کے قدموں سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ یاد رکھیں جو بھی کرے گا وہ پھسل جائے گا۔ ایک اکائی رکھیں۔ اپنی ذوقی بات کو افراد جماعت پر ٹھونسنے یا لاگو کرنے کی کوشش نہ کریں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قضائے عمری یعنی جو جمعۃ الوداع کے موقع پر پڑھ لیتے ہیں یا جمعۃ الوداع پڑھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ نمازیں معاف ہوگئیں، کے بارے میں کیا نقطۂ نظر تھا؟

جواب حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ فضول امر ہے۔ کوئی شک نہیں بالکل فضول بات ہے۔ مگر فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص حضرت علیؓ کے زمانے میں بے وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اسے روکتے کیوں نہیں؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مَیں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس آیت کے نیچے ملزم نہ بن جاؤں کہ أَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى (العلق:10,11) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں اگر کسی نے عمداً نماز اس لئے ترک کی ہے کہ قضائے عمری کے دن پڑھ لوں گا تو اس نے ناجائز کیا ہے اور اگر ندامت کے طور پر تدارکِ مافات کرتا ہے تو پڑھنے دو۔ کیوں منع کرتے ہو۔ آخر دعا ہی کرتا ہے۔ ہاں اس میں پست ہمّتی ضرور ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دیکھو منع کرنے سے کہیں تم بھی اس آیت کے نیچے نہ آ جاؤ۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

سے روکا بھی نہیں۔ ہاں جو ضروری بات ہے وہ یہ ہے کہ طلاق کی صورت میں عدالت یہ جائزہ لے کہ مرد طلاق دینے میں حق بجانب ہے یا نہیں؟ کہیں وہ ظلم و زیادتی کا مرتکب تو نہیں ہو رہا؟ عدالت کا کام ہے کہ وہ تمام پہلوؤں پر غور کر کے عورت کو اس کے پورے پورے حقوق دلوائے۔ گویا اصل اہمیت عورت کے حقوق کی ہے نہ یہ کہ محض اُس کی مرضی پوچھ لی جائے۔ اور ہم یہ ثابت کر آئے ہیں کہ طلاق کی صورت میں اسلام نے عورت کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا ہے اور اس سے حسنِ سلوک کی زبردست تعلیم دی ہے۔ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ○ بقرہ آیت 241 کی تشریح میں جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ تفسیر صغیر میں فرماتے ہیں:

"مُطَلَّقَات سے حسنِ سلوک کو پھر دہرایا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ مطلقہ سے ناراضگی ہوتی ہے اس لئے اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دلانے کی ضرورت ہے ...... اگر اس حکم پر عمل کیا جائے تو کس قدر فساد اور جھگڑے دُور ہو جائیں اور طلاق جو صرف مجبوری میں حلال ہے اس تلخی کے پیدا کرنے کا موجب نہ ہو جس کا موجب وہ اب ہو رہی ہے۔ بلکہ دونوں فریق محسوس کریں کہ مجبوری سے علیحدگی اختیار کی گئی ہے ورنہ آپس میں تلخی یا بدمزگی نہیں ہے۔ اس حکم سے اس طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ گو بیوہ کے لئے حکماً ایک سال تک مکان سے فائدہ اٹھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن مومن کو چاہئے کہ مطلقہ کو بھی اگر ضرورت ہو اس سے سلوک کر کے کچھ عرصہ زائد مکان سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ دے دے اور یہ معنے بالکل درست ہیں کیونکہ مَتَاعٌ کے معنے خالی سامان دینے کے نہیں ہوتے بلکہ فائدہ پہنچانے کے بھی ہوتے ہیں۔"

جناب بلبیر پُنج صاحب لکھتے ہیں:

"ہندو، عیسائی و سکھ عورتیں تیزی سے ترقی کرتی ہوئی مردوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر سماج میں احترام کے ساتھ جی رہی ہیں لیکن مسلم عورتوں کو ان کے حقوق سے محروم کر کے انہیں غیر انسانی زندگی بسر کرنے کے لئے کون مجبور کر رہا ہے اس نے ایسا قانون بنایا جس سے ایک مسلم شوہر صرف طلاق طلاق طلاق بول کر اپنی بیوی کو چھوڑ دے اور بیوی چاہے بھی تو شوہر کو چھوڑ نہ پائے۔"

ہم بلبیر صاحب کی اس بات پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ انہیں اتنا بھی نہیں معلوم کہ اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے۔ جس طرح اسلام نے مرد کو طلاق کے ذریعہ علیحدگی کا اختیار دیا ہے اسی طرح عورت کو بھی خلع کے ذریعہ علیحدگی کا حق عطا فرمایا ہے۔ اسلام کا خدا انسان کی ضرورت اور فطرت سے اچھی طرح واقف ہے اس لئے اس نے طلاق اور خلع کے قوانین رکھے ہیں اور شادی کو جنم جنم کا بندھن قرار نہیں دیا۔

کیا خلع کی صورت میں اگر مرد کہے کہ وہ عورت سے علیحدگی نہیں چاہتا تو کیا ایسی صورت میں عورت کو اسی مرد کے ساتھ رہنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے؟ ظاہر ہے نہیں کیا جا سکتا ورنہ یہ بہت بڑا ظلم ہوگا۔ پھر محض مرضی معلوم کر لینے سے کیا فائدہ؟ ہاں ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ معاملہ خواہ طلاق کا ہو یا خلع کا عدالت ہر پہلو سے اچھی طرح چھان بین کرے اور ہر ایک کو اس کے حقوق دلوائے۔

خلع کا حق دے کر اسلام نے عورت پر بڑا احسان کیا ہے کہ اس کو مرد کے مقابل برابر کا حق عطا فرمایا۔ کیا ایسی مثال کسی اور مذہب میں مل سکتی ہے؟ پس یہ کہنا ظلم ہے کہ اسلام نے مسلمان عورتوں کو برابری کا حق نہیں دیا۔

حدیث میں آتا ہے کہ جمیلہ بنت سلول رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ مجھے اپنے خاوند ثابت بن قیس کی دینداری اور خوش خلقی پر کوئی اِعتراض نہیں لیکن میری طبیعت ان سے نہیں ملتی پس ایسے حالات میں مَیں ان کے حقوق ادا نہیں کر سکوں گی اِس لئے مجھے علیحدگی دلوائی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں علیحدگی دلوائی۔ (بخاری کتاب الطلاق باب الخلع بحوالہ فقہ احمدیہ پرسنل لاء صفحہ 84)

نیز فقہ احمدیہ پرسنل لاء دفعہ نمبر 37 کے تحت لکھا ہے:

"خلع کے فیصلہ کے لئے قاضی کا صرف اِس قدر اطمینان کافی ہے کہ عورت خود اپنی آزادانہ رائے سے خلع چاہتی ہے۔ خلع کے مطالبہ کے لئے کسی اور وجہ کا اظہار یا ثبوت لازمی نہ ہوگا۔"

پس یہ کیا ہی شاندار اور حکیمانہ تعلیم ہے کہ عورت اگر علیحدگی چاہتی ہے تو اس کی علیحدگی مرد کی رضامندی پر موقوف نہیں۔ اس کو اس کا یہ حق ہر حال میں ملے گا۔ فقہ احمدیہ پرسنل لاء صفحہ 85 میں لکھا ہے:

"نفس خلع کے لحاظ سے عورت کو خلع طلب کرنے کا ایسا ہی حق ہے جیسا مرد کو طلاق دینے کا حق ہے۔ جس طرح کوئی شخص مرد کو طلاق دینے سے روک نہیں سکتا اسی طرح کوئی شخص عورت کو خلع لینے سے بھی نہیں روک سکتا۔"

خلع کی صورت میں بھی اسلام نے عورت کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔ عام حالات میں خلع کی صورت میں عورت کو اپنا حق مہر چھوڑنا پڑتا ہے لیکن اگر عورت مرد کے ظلم و زیادتی کی وجہ سے خلع لے رہی ہے تو ایسی صورت میں اس کو اس کا پورا حق مہر دلوایا جاتا ہے چنانچہ فقہ احمدیہ پرسنل لاء دفعہ نمبر 38 کے تحت لکھا ہے:

"اگر خاوند کے ظلم و تعدّی کی وجہ سے عورت خلع لینے پر مجبور ہوگئی ہو تو قاضی خلع کی صورت میں اسے اس کا حق مہر بھی دلوا سکتا ہے۔"

پس طلاق ہو یا خلع اسلام نے عورت کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا ہے اور اسکے حقوق کی حفاظت میں کوئی کوتاہی اور کمی نہیں کی۔

(منصور احمد)

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

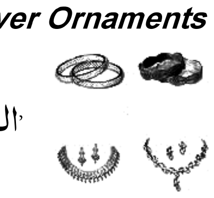
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

ایمان کی جڑ نماز ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’نماز وہ ہے جس میں سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے۔ جب انسان بندہ ہوکر لاپرواہی کرتا ہے تو خدا کی ذات بھی غنی ہے۔ ہر ایک اُمت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔ ایمان کی جڑ بھی نماز ہے۔ بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے۔ اے نادانو! خدا کو حاجت نہیں مگر تم کو تو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے۔ خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہوجاتے ہیں۔ نماز ہزاروں خطاؤں کو دُور کردیتی ہے اور ذریعۂ حصولِ قرب الٰہی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 292، ایڈیشن 2003 مطبوعہ ربوہ)

(مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

ضروری اعلان

اگر آپ قرآن مجید کے احکامات، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات وخطابات سے فیضیاب ہونا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اپنے خاندان اور کنبہ کی سچی اصلاح کیلئے قرآنی علوم جاننے کے خواہش مند ہیں تو آپ اخبار بدر ضرور پڑھیں۔ اخبار بدر میں کیا ہوتا ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ آپ اپنی زبان میں اسکا ایک نمونہ منگوا کر دیکھیں۔ ابھی لکھیں یا فون کریں۔

مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر قادیان فون نمبر : +91-94170-20616

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت

وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ○لَاَخَذۡنَا مِنۡہُ بِالۡیَمِیۡنِ○ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡہُ الۡوَتِیۡنَ○

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کردیتا تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ (سورۃ الحاقۃ 45 تا 47)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام بانی مسلم جماعت احمدیہ نے اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے رُوحانی تعلق پر متعدد مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بتایا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ ایسے اکثر وبیشتر ارشادات کو یکجا کر کے ایک کتاب

’’خدا کی قسم‘‘

کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ کتاب حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات بذریعہ پوسٹ کارڈ/ای میل **مفت** کتاب حاصل کریں۔

E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

Ph : 01872-220186, Fax : 01872-224186

Postal-Address:Aiwan-e-Ansar,Mohalla Ahmadiyya,Qadian-143516,Punjab

For On-line Visit : www.alislam.org/urdu/library/57.html

وَسِّعۡ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ

RAICHURI CONSTRUCTION
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985

Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ نمبر 20

طرح دیکھنا چاہتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ آتے ہیں اور وہ صاحب اغراض ہوتے ہیں یعنی ان کی اپنی غرض ہوتی ہے نیکی اور تقویٰ کا حصول ان کی غرض نہیں ہوتی بلکہ ان کے کچھ خود ذاتی مفاد ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ آجاتے ہیں۔ اگر اغراض پیدا ہوگئے تو خیر ورنہ کدھر کا دین اور کدھر کا ایمان۔ پھر چھوڑ کر چلے گئے پھر ایمان کوئی نہیں رہا لیکن اگر اسکے مقابلے میں فرمایا کہ صحابہ کی زندگی میں نظر کی جاوے تو ان میں ایک بھی ایسا واقعہ نظر نہیں آتا۔ انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ ہماری بیعت تو بیعت توبہ ہی ہے۔ لیکن اُن لوگوں کی بیعت یعنی صحابہ کی بیعت تو سر کٹانے کی بیعت تھی۔ ان کو اپنی ذات کی عزت کی پرواہ تھی نہ کسی عظمت کی خواہش تھی نہ کسی بڑے عہدے کی خواہش تھی۔ صرف غرض تھی تو یہ کہ ہم اسلام کی خاطر جان مال وقت اور عزت کو قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہیں۔ عہدیداروں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: پھر بڑے درد سے ہمیں ہمارے اخلاق کے بہتر ہونے نیکیوں پر قائم ہونے برائیوں کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے ہمسائے کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔ جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ عنداللہ ماخوذ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کے لئے ایک برا نمونہ ہوکر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے۔ فرمایا جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آجاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے۔ پھر فرمایا کہ یہ ایک یقینی بات ہے اگر کوئی شخص اپنے اندر اپنے ابنائے جنس کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا وہ بخیل۔ اگر میں ایک راہ دیکھوں جس میں بھلائی اور خیر ہے تو میرا فرض ہے کہ میں پکار پکار کر لوگوں کو بلاؤں۔

حضور انور نے فرمایا: پس اپنے نیک نمونے قائم کرکے ہمیں پھر تبلیغ کا حق بھی ادا کرنا ہوگا اور یہ ہر احمدی پر یہ ذمہ داری ہے اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔ آخر ایک وقت آئے گا کہ لوگ سنیں گے بھی لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی نہیں بھی سنتا تب بھی ہمیں پیغام پہنچاتے رہنا چاہئے لیکن اس کے ساتھ ہی جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ آپ کی جماعت سے منسوب ہوکر ہمیں اپنے نمونے بھی اعلیٰ معیاروں کے پیش کرنے چاہئیں اور پھر لوگوں کی توجہ بھی ہماری طرف ہوگی۔

پھر ہمیں ہماری حالتوں کی کو بہتر کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ الہام میں جو یہ آیا ہے۔ اِلَّا الَّذِیۡنَ عَلَوۡا بِاسۡتِکۡبَارٍ۔ یہ طاعون کے متعلق عربی کا الہام ہے۔ جو بھی تیرے گھر کے اندر آئے گا اسے میں بچاؤں گا مگر وہ لوگ جو اپنے آپ کو اونچا سمجھتے ہیں اور اس کی آپ نے تشریح یہ فرمائی کہ پورے طور پر اطاعت نہیں کرتے۔ اُن پر یہ حکم لاگو نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ پر یہ واجب نہیں ہوگا کہ ضرور ان کی حفاظت کرے۔ فرمایا اس لئے ضروری ہے کہ بار بار کشتی نوح کو پڑھو اور قرآن شریف کو پڑھو اور اس کے موافق عمل کرو۔ تم نے اپنی قوم کی طرف سے جو لعنت ملامت لینی تھی لے چکے لیکن اگر اس لعنت کو لے کر خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی تمہارا معاملہ صاف نہ ہوا اور اُس کی رحمت اور فضل کے نیچے نہ آؤ تو پھر کس قدر مصیبت اور مشکل ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پس یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ نئے احمدی ہیں یا پرانے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر جب تک ہم اپنی عملی اصلاح نہیں کریں گے ان برکات سے فیض نہیں پاسکتے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے سے ملنی ہیں اور نہ ہی ہم خدا تعالیٰ کی حفاظت کے سائے میں آسکتے ہیں۔ ہر ایک نے عہد کیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ خدام الاحمدیہ میں بھی عہد دہرایا جاتا ہے انصاراللہ میں بھی عہد دہرایا جاتا ہے لجنہ میں بھی عہد دہرایا جاتا ہے۔ جماعت بھی بیعت کے وقت یہ عہد لیتی ہے تو اگر عہد کی حفاظت کرو گے اور امانتیں جو تمہارے سپرد ہیں، عہدے دار ہیں ان کے سپرد عہدوں کی امانتیں ہیں عام احمدی ہے اس کے سپرد امانت ہے وہ احمدیت کا صحیح نمونہ بن کے دکھائے اور کسی کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ ہو اگر ایسا ہوگا تو پھر ایمان کا درخت مضبوط تنے پر کھڑا ہوجائے گا۔

حضور انور نے فرمایا: پس ہمیں عاجزی بھی پیدا کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اسی سے ہم نفس کی قربانی کا حق ادا کرسکتے ہیں اپنے ایمان میں ترقی کرسکتے ہیں لغویات جنہوں نے آجکل ہمیں گھیرا ہوا ہے اور ہر گھر میں موجود ہیں ٹی وی اور انٹرنیٹ کی صورت میں ان سے بچ سکتے ہیں اور ان سے بچنا ضروری ہے اپنے ایمان میں ترقی کے لئے اور تبھی ہم پھل پھول لانے والی شاخیں بن سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اپنی بھی اور اپنی نسلوں کی بھی دنیا وآخرت سنوارنے والے بن سکتے ہیں۔ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ کے روشن مستقبل کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا ہے۔ شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے۔ شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لے کر اسلام کے قلعے پر حملہ آور ہو رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے مگر خدا تعالیٰ نے اس وقت شیطان کی آخری جنگ میں اس کو ہمیشہ کے لئے شکست دینے کے لئے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔

اللہ کرے کہ ہم اپنے ایمانوں کو مضبوط تر کرنے والے ہوں اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں اپنے عمل سے دنیا کو سچائی کا راستہ دکھانے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو ہم پر احسانات کئے ہیں ان کا حقیقی رنگ میں شکر ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91-82830-58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2016-18 Vol. 65 Thursday 12 May 2016 Issue No. 19

MANAGER : NAWAB AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Mobile : +91-94170-20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com
ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs. 550/-
By Air : 50 Pounds or 80 U.S. $
60 Euro or 80 Canadian Dollar

احمدی، احمدیت کا صحیح نمونہ بن کے دکھائیں اور کسی کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں

لغویات جنہوں نے آجکل ہمیں گھیرا ہوا ہے اور ہر گھر میں ٹی وی اور انٹرنیٹ کی صورت میں موجود ہیں ان سے بچنا ضروری ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 6۔مئی 2016ء بمقام مسجد نصرت جہاں، ڈنمارک

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تقریباً گیارہ سال پہلے میں یہاں آیا تھا۔ وقت گزرنے کا پتا نہیں چلتا۔ کئی بچے تھے آج جوان ہو گئے ہوں گے کئی ایسے ہوں گے جو بچوں کے ماں باپ بن چکے ہوں گے۔ ظاہری طور پر بھی اللہ تعالیٰ نے یہاں جماعت پر بہت فضل فرمایا ہے اور مسجد کے ساتھ ایک بڑا ہال دفاتر لائبریری اور دوسری سہولیات مل گئیں۔ اسی طرح مسجد کے سامنے جو مکان لیا تھا اس میں بھی بڑی وسعت پیدا ہو گئی اور مشنری کی رہائش گاہ گیسٹ ہاؤس اور ایک بڑا ہال میسر آ گیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں اگر آپ کے گھروں کی آبادیاں بڑھی ہیں اگر آپ کے مال بڑھے ہیں جماعت کو ظاہری عمارتوں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی ہے تو یقیناً ان باتوں پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ یہ شکر گزاری کس طرح ہو اور اس کا کیا تقاضا ہے۔

حضور پُرنور نے فرمایا: ہمیں اپنی سوچیں بھی مومنانہ بنانی ہوں گی ہمیں ظاہری شکر گزاری یا صرف منہ سے الحمد للہ کہہ کر خوش نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کر رہے ہیں؟ کیا ہم اس طرح زندگی گزار رہے ہیں جو ایک مؤمن کی زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یا آپ کے باپ دادا کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی نیکی کی وجہ سے یہ فضل فرمایا ہے ان نیکیوں میں بڑھنا اور اپنی حالتوں کو پہلے سے بہتر کرنا ضروری ہے ورنہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ہمارے قدم رک گئے تو ہم اپنی نسلوں کو بھی دین سے دور کرنے والے ہوں گے اور یوں انہیں اللہ تعالیٰ کے اس خاص فضل سے جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی محروم کرنے والے ہوں گے یعنی مسیح موعود کی بعثت اور اس کا ماننا۔ جن کے باپ دادا احمدی ہوئے اگر ان کی نسلیں دین سے دور ہٹ گئیں تو وہ اپنے بزرگوں کی دعاؤں سے محروم رہیں گی۔ جن کے بزرگ احمدی ہوئے ان بزرگوں نے تو اپنے عہد بیعت کو نبھایا اور دنیا سے رخصت ہوئے۔ اس خواہش اور دعا کے ساتھ رخصت ہوئے کہ ان کی نسلیں بھی یہ عہد نبھانے والی ہوں پس اس وقت آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اس عہد کو نبھانے والے ہیں جس کی تلقین ہمارے بزرگوں نے ہمیں کی تھی۔ اسی طرح جنہوں نے خود احمدیت قبول کی ہے وہ یہ جائزے لیں کہ کیا ہم نے اپنے ایمان میں بڑھنے اور اپنے عملوں کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے یا کر رہے ہیں یا وہ ایک وقتی جذبہ تھا جس کی وجہ سے احمدیت کو قبول کر لیا۔ فائدہ تو ہمیں تبھی ہوگا جب ہمارا قدم ترقی کی طرف بڑھ رہا ہوگا۔

غرض کہ ہر قسم کے لوگوں کو جو احمدیت میں شامل ہوئے ان باتوں پر غور کرنا ہوگا کہ اب انہیں اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت میں آنے کا حق ادا کر سکیں۔ ہر احمدی عورت اور مرد کو یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا اپنی حالتوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں کیا ہم اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا شعور ابتداء سے ہی پیدا ہو جائے۔ کیا ہمارے اپنے عمل اسلامی تعلیم کے مطابق ہمارے بچوں کے لئے نمونہ ہیں کیا ہماری نمازیں ہماری عبادتیں اور ہمارا ہر عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق ہے؟ ان باتوں کی گہرائی جاننے اور اپنے جائزوں کے بہتر معیار مقرر کرنے کے لئے ہماری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رہنمائی فرمائی ہوئی ہے۔ اس وقت میں ان میں سے چند باتیں پیش کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے بڑے درد سے فرماتے ہیں: ہماری جماعت کیلئے ضروری ہے کہ اس پُرآشوب زمانے میں جب کہ ہر طرف ضلالت غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے تقویٰ اختیار کریں۔ دنیا کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت نہیں ہے حقوق اور وصایا کی پرواہ نہیں ہے۔ نہ اپنے ذمہ حق ادا کرتے ہیں نہ جو وصایا ہیں ان کو پورا کرنے والے ہیں۔ دنیا اور اس کے کاموں میں حد سے زیادہ انہماک ہے۔ ذرا سا نقصان دنیا کا ہوتا دیکھ کر دین کے حصہ کو ترک کر دیتے ہیں۔ دنیا کو نقصان سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں چاہے دین بیشک چلا جائے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کر دیتے ہیں۔ لالچ کی نیت سے ایک دوسرے سے پیش آتے ہیں۔ نفسانی جذبات کے مقابلے میں بہت کمزور واقع ہوئے ہیں۔ اس وقت تک کہ خدا نے ان کو کمزور کر رکھا ہے گناہ کی جرأت نہیں کرتے۔ اگر گناہوں سے بچے ہوئے ہیں تو اس لئے نہیں کہ نیکی غالب ہے اس لئے کہ جرأت نہیں ہے خوف ہے بعض چیزوں کا مگر جب وہ خوف دور ہو جاتا ہے تو پھر گناہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ آج اس زمانہ میں ہر جگہ تلاش کر لو تو یہی پتا ملے گا کہ گویا سچا تقویٰ اٹھ گیا ہوا ہے اور سچا ایمان بالکل نہیں رہا ہے۔ وہی تازہ بتازہ قرآن موجود ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۔ بہت سا حصہ احادیث کا موجود ہے اور برکات بھی ہیں مگر دلوں میں ایمان اور عملی حالت بالکل نہیں ہے۔ اس لئے اب ان کے مقابلے میں خدا تعالیٰ ایک نئی قوم زندوں کی پیدا کرنا چاہتا ہے اور اسی لئے ہماری تبلیغ ہے کہ تقویٰ کی زندگی حاصل ہو جاوے۔

حضور انور نے فرمایا: دوسروں کو تو چھوڑیں ہم جو آپ کی بیعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کتنے ہیں ہم میں سے جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ کیا ہم اپنے دنیاوی کاموں کو اپنی عبادت پر قربان کرتے ہیں یا اس کے الٹ ہے یا ہماری عبادتیں ہمارے دنیاوی کاموں پر قربان ہو رہی ہیں۔ ایسے بھی ہیں اگر وقت پر نماز پڑھ بھی لیں تو گلے سے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا حال تو علیحدہ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا ہم میں سے بھی ایسے ہیں لوگوں سے معاملات میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسان کا سلوک کرو لیکن بہت سے ایسے ہیں جو احسان کا سلوک تو ایک طرف رہا دوسروں کے حق مارنے کی کوشش کرتے ہیں پھر ایسے بھی ہیں جو دنیا کا نقصان تو برداشت نہیں کرتے لیکن دین کا نقصان ہو رہا ہو تو برداشت کر لیتے ہیں۔ کتنے ہی ہم میں سے ایسے ہیں جو جذبات پر کنٹرول نہیں رکھتے ذرا ذرا سی بات پر بھڑک جاتے ہیں۔ اگر غیر یہ کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جاہل ہیں یہ لوگ۔ لیکن اگر ہم میں سے کوئی ایسا کرے تو بہر حال یہ قابل افسوس بات ہے۔ پس ہر کوئی خود ان باتوں میں اپنا جائزہ لے سکتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ایک نئی قوم زندوں کی پیدا کرنا چاہتا ہے پس ہم نے ان زندوں میں شامل ہونے کے لئے بیعت کی ہے اس لئے اس کا حق ادا کرنے کے لئے آپ کی باتوں پر ہمیں توجہ دینی ہوگی تا کہ زندوں کی قوم میں شامل ہو سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

جو شخص محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی راہ کی تلاش میں کوشش کرتا ہے اور اس سے اس امر کی گرہ کشائی کے لئے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون۔ (یعنی جو لوگ ہم میں سے ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم اپنی راہیں ان کو دکھاتے ہیں) کے موافق خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھا دیتا ہے۔ جب تک انسان پاک دل اور صدق و خلوص سے تمام ناجائز رستوں اور امید کے دروازوں کو اپنے اوپر بند کر کے خدا تعالیٰ ہی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا اس وقت تک وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اسے ملے لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ ہی کے دروازے پر گرتا اور اسی سے دعا کرتا ہے تو اس کی یہ حالت جاذب نصرت اور رحمت ہوتی ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ غافل ہے اللہ تعالیٰ آسمان پر بیٹھا انسان کے دل کے کونوں تک سے واقف ہے۔ اگر کسی کونے میں بھی کسی قسم کی ظلمت یا شرک و بدعت کا کوئی حصہ ہوتا ہے تو اس کی دعاؤں اور عبادتوں کو اس کے منہ پر الٹا مارتا ہے اور اگر دیکھتا ہے کہ اس کا دل ہر قسم کی نفسانی اغراض اور ظلمت سے پاک اور صاف ہے تو اس کے واسطے رحمت کے دروازے کھولتا ہے اور اسے اپنے سائے میں لے کر اس کی پرورش کا خود ذمہ لیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ایک حقیقی احمدی کو اپنے دل کو ہر قسم کے شرک اور بدعات سے پاک کرنا ہوگا۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم نے بہت دعائیں کیں بہت لمبی لمبی دعائیں کیں بڑی دعائیں کیں اور قبول نہیں ہوئیں، اپنے دلوں کو ٹٹولیں جائزے لیں کہ کہیں کوئی مخفی شرک تو نہیں، کسی قسم کی بدعات میں تو ملوث نہیں یا اور ایسی باتیں تو نہیں ہو رہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

پھر ایک جگہ یہ وضاحت فرماتے ہوئے کہ تقویٰ کا قیام ہی اس جماعت کے قائم کرنے کا مقصد ہے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ سے خدا نے یہی چاہا ہے اور اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہو گیا ہے۔ یہ سلسلہ قائم کرنے کا مقصد ہی تقویٰ کا قیام ہے حضور انور نے فرمایا اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کیلئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ فرمایا اب ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری اپنی حالتیں ایسی ہیں کہ ہم خود تقویٰ اور طہارت کا نمونہ بن سکیں اور دوسرے ہم سے سبق سیکھیں۔ پھر اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ آپ اپنی جماعت کو کس

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India.
And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad